عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۸ | ۱۰ تا ۱۶؍ جمادی الثانی ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲؍ فروری ۲۰۱۹ء | شمارہ: ۷

خیرِ اُمت کا مثالی کردار

ایمان یقین اور توکل کی فتح

سانحہ ساہیوال

ختمِ نبوت اور مرزائی عقیدہ

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

مرض الوفات میں کیا ہوا ہبہ معتبر نہیں ہوتا

س:...... میرے والد محترم نے اپنے انتقال سے کچھ مہینے پہلے فیصل آباد میں کاروبار کے سلسلے میں ایک گھر خریدا، جس کی مالیت ۴۰ لاکھ روپے طے ہوئی، جس میں سے والد صاحب نے دس لاکھ روپے فیصل آباد میں بیعانہ ادا کیا اور ۲۰ لاکھ روپے ہمارے بہنوئی اور بڑی بہن جو کہ فیصل آباد میں رہتے ہیں ان کو کراچی بلوا کر دیئے اور کہا کہ کچھ دن کے بعد میں فیصل آباد آؤں گا اور بقایا دس لاکھ ادا کر کے مکان اپنے نام کروالوں گا اور ایک کنٹینر بھر کر جس میں دواخانہ سے متعلق اور گھر کا قیمتی سامان اور مشینیں وغیرہ بھجوائیں، جن کی مالیت تقریباً ۷۰/۸۰ لاکھ روپے ہے۔

اب والد صاحب کے انتقال کے بعد بڑی بہن اور بہنوئی یہ کہتے ہیں کہ یہ والد صاحب ہم کو اپنی زندگی میں دے کر گئے ہیں۔ یہ ہمارا ہے اور اس کا وراثت سے کوئی تعلق نہیں ہے جبکہ والد صاحب نے فیصل آباد کا گھر کاروبار کے سلسلے میں خریدا تھا اور سامان بھی کاروبار کے سلسلے میں بھجوایا تھا۔ اس مسئلہ کے بارے میں بتائیں کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کا کیا حل ہے؟

نوٹ: فیصل آباد والا مکان بیماری کی حالت میں ۲۵/دسمبر کو خریدا تھا اور ۱۷/فروری ۲۰۱۸ء میں انتقال ہوگیا۔ ہمارے بہنوئی نے یہ سودا کینسل کردیا۔

ج:...... فیصل آباد کے مکان کو خریدنے کے لئے آپ کے والد مرحوم نے جو بیعانہ اور بہنوئی کو جو رقم ادا کی۔ اسی طرح جو سامان اور مشینیں وہاں بھجیں وہ سب کی سب مرحوم کے ترکہ میں شامل ہوں گی اور وراثت میں تقسیم ہوں گی۔ آپ کے بہنوئی اور بہن کا اس پر قبضہ جمالینا شرعاً حرام ہے۔ کیونکہ مرحوم کی طرف سے ہبہ اور گفٹ کی کوئی وضاحت موجود نہیں ہے اور نہ ہی اس بات کے کوئی گواہ موجود ہیں۔ مزید یہ کہ یہ سودا مرض الوفات میں ہوا، جو کہ آپ کے بہنوئی نے وفات کے بعد کینسل کردیا، حالانکہ ان کو شرعاً یہ حق نہیں تھا۔ اس سے بھی واضح ہوتا ہے کہ مرحوم نے ان کو ہبہ نہیں کیا تھا۔ اگر واقعتاً ہبہ کیا بھی ہوتا تو بھی شرعاً مرض الوفات میں کیا ہوا ہبہ معتبر نہیں ہوتا۔ لہٰذا یہ ساری رقم اور سامان وغیرہ ترکہ میں تقسیم ہوکر ہر ایک وارث کو ملے گا۔

عدت گزارنے کے بعد دوسرا نکاح کرسکتی ہے

س:...... میرے داماد نے (میری بیٹی) اپنی بیوی کو واٹس ایپ کیا ہے، اس میں دوبار لفظ آزاد کا استعمال کیا گیا ہے اور ایک بار "طلاق ہے، میری طرف سے" لکھا گیا ہے۔ مہربانی فرما کر تحریر کریں کہ ایک طلاق ہوئی یا میاں بیوی کا رشتہ ختم ہوگیا ہے؟ اور تین طلاقیں ہوگئی ہیں۔ اس میں کوئی گنجائش ہے کہ نہیں؟

ج:...... صورت مسئولہ میں آپ کے داماد نے مذکورہ عبارت (واٹس ایپ) میں اپنی بیوی کے لئے تین جملے استعمال کئے ہیں: (۱) حمزہ نے آزاد کردیا ہے تجھے، (۲) میری طرف سے۔ آزاد ہو، (۳) طلاق ہے میری طرف سے... اور یہ تمام جملے صریح طلاق پر دلالت کرتے ہیں۔ لہٰذا ان جملوں سے تینوں طلاق واقع ہوکر بیوی شوہر پر حرمت مغلظہ کے ساتھ حرام ہوگئی ہے۔ اب ان دونوں کا بغیر حلالہ شرعیہ کے دوبارہ نکاح بھی نہیں ہوسکتا۔ عدت گزارنے کے بعد عورت آزاد ہے، دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۸ ۱۰ تا ۱۶ ربیع الثانی ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ فروری ۲۰۱۹ء شمارہ:۷

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیرِ اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیرِ اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میئو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

ایمان، یقین اور توکل کی فتح	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
ضمیرِ امت کا مثالی کردار	۸	مولانا شمس الحق ندوی
"مُحَمَّدٌ بَيْنَهُمْ" صلی اللہ علیہ وسلم (۳)	۱۰	مولانا بشیر احمد حسینی
پیغامِ مدارس کانفرنس، جہلم	۱۳	مولانا عبدالقدوس محمدی
سانحہ ساہیوال.... ایک لمحہ فکریہ	۱۵	مولانا محمد حنیف جالندھری
ختم نبوت اور مرزائی عقیدہ	۱۷	مولانا محمد علی جالندھریؒ
۷ روزہ ختم نبوت کورس، مانسہرہ	۲۰	سید شجاعت علی شاہ
مولانا محمد احمد بہاولپوری کا سانحہ ارتحال	۲۱	مولانا سید زین العابدین
مولانا شجاع آبادی کے دعوتی و تبلیغی پروگرام	۲۳	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
سہ ماہی اجلاس مبلغین ختم نبوت	۲۶	. . . .

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

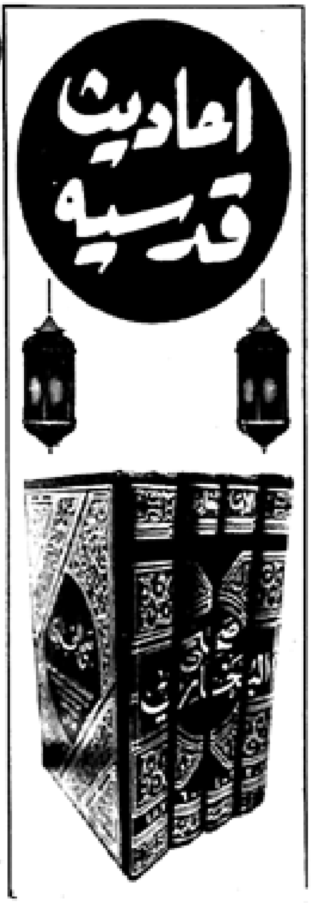

سحبان الہند حضرت
مولانا احمد سعید دہلویؒ

مکروہات ومحرمات

حدیث قدسی ۳: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مدینہ کی طرف ہجرت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ طفیل بن عمرو الدوسی رضی اللہ عنہ نے بھی ہجرت کی اور طفیل کے ہمراہ ایک اور شخص نے بھی جو انہی کی قوم میں سے تھا، اس نے بھی ہجرت کی، اتفاق سے وہ شخص بیمار ہو گیا اور بیماری کی تکلیف سے گھبرا کر اس نے چھری سے اپنی انگلیوں کے پورے کاٹ ڈالے اور اس کے ہاتھوں سے اتنا خون گیا کہ آخر کار مر گیا۔ طفیل رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو خواب میں دیکھا کہ وہ اچھی ہیئت میں ہے اور دیکھا کہ اس کے دونوں ہاتھ ڈھکے ہوئے ہیں طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اس سے دریافت کیا کہ تیرے رب نے تیرے ساتھ کیا کیا؟ اس نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کرنے کی وجہ سے میری مغفرت کردی، میں نے کہا: یہ تیرے ہاتھوں کو کیا ہوا ان کو ڈھکا ہوا دیکھتا ہوں۔ اس نے کہا: ہاتھوں کے متعلق مجھے یہ کہا گیا کہ جس کو تو خراب کرکے آیا ہے اس کو ہم درست نہیں کریں گے۔ طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے یہ تمام قصہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعہ کو سن کر دعا فرمائی: یا اللہ! اس کے دونوں ہاتھ! ان کی بھی بخشش کردیجئے۔ (مسلم)

زخموں کی تکلیف کو برداشت نہ کر سکا، ہجرت کی وجہ سے اس کو بخش تو دیا گیا، لیکن ہاتھوں کو اسی حالت میں دکھایا گیا، آخر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھوں کی بخشش کے لئے بھی دعا کی۔

حدیث قدسی ۴: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے اس بات کی اجازت دی ہے کہ میں اس مرغ کا حال بیان کروں، جس کے پاؤں تو زمین تک پہنچے ہوئے ہیں اور اس کی گردن عرش الٰہی کے نیچے ہے اور وہ خدا کی تعریف ان الفاظ میں کرتا ہے: سبحانک ما اعظمک۔ حضرت حق تعالیٰ اس کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں، مگر جو شخص میرے نام کی جھوٹی قسم کھاتا ہے وہ میری عظمت کو نہیں جانتا۔ (ابوالشیخ) یہ کوئی فرشتہ ہے جس کو مرغ کی صورت میں پیدا کیا ہے یا مرغ ہی کو یہ کلمات تعلیم کئے گئے ہیں، بہرحال جھوٹی قسم کھانے والوں کے لئے سخت وعید ہے۔

حضرت مولانا مفتی
محمد نعیم دامت برکاتہم

احکامِ میت

س:...... جب کسی کی موت واقع ہو جائے پھر پاس بیٹھنے والوں کو کیا کرنا چاہئے؟

ج:...... جب موت واقع ہو جائے تو پاس بیٹھنے والے (انا للہ وانا الیہ راجعون) پڑھیں اور کپڑے کی ایک چوڑی پٹی لے کر میت کی ٹھوڑی کے نیچے سے نکال کر سر پر لاکر باندھ دیں اور آہستہ سے میت کی آنکھیں بند کردیں۔ اس کے ہاتھ، پاؤں سیدھے کردیں، دونوں پیروں کے انگوٹھے ملاکر کپڑے یا کسی بھی چیز سے باندھ دیں۔ پیٹ پر کوئی بھاری چیز رکھ دیں تاکہ پیٹ نہ پھولے۔ اگر میت زمین پر ہو تو کسی تخت یا چارپائی پر رکھیں نیز جس پر غسل واجب ہو، اس کے غسل کرلینے سے پہلے اسی طرح حیض اور نفاس والی عورت کو اس کے پاس نہ آنے دیں، خوشبو کا اسپرے، جلتی ہوئی اگربتی وغیرہ دستیاب ہو تو میت کے قریب رکھی جاسکتی ہے، البتہ میت کو غسل دینے سے پہلے اس جگہ یا اس کمرے میں قرآن مجید پڑھنا درست نہیں، پھر دوست احباب اور رشتہ دار وغیرہ کو اس کی موت اور نماز جنازہ کی اطلاع دی جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس کی نماز جنازہ میں شریک ہوں اور اس کے لئے دعا کریں، اس کے ساتھ ساتھ قبرستان میں اس کی قبر تیار کرائیں اور اس کے غسل، کفن، جنازے اور دفن میں غیر ضروری تاخیر نہ کی جائے۔

س:...... کیا مسلمان میت کو غسل دینا، کفن پہنانا، اس پر نماز جنازہ پڑھنا اور اس کو دفن کرنا ضروری ہے؟

ج:...... جی ہاں! مسلمان میت کو غسل دینا موجودہ مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے، اسی طرح اس کی تجہیز و تکفین، نماز و تدفین بھی فرض کفایہ ہے، اگر مسلمان میت کو بغیر غسل کے دفنا دیا گیا تو تمام موجود مسلمان گناہگار ہوں گے جس کی تلافی کے لئے توبہ واستغفار کرنا ضروری ہے۔

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

ایمان، یقین اور توکل کی فتح!

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلامٌ علٰی عبادہ الذین اصطفٰی

ہم اپنی طرف سے کچھ لکھنے کی بجائے محترم جناب اوریا جان مقبول صاحب کا ایک غیر شائع شدہ کالم جوانہوں نے سوشل میڈیا کے ذریعے پیش کیا ہے، اسے یہاں نقل کرتے ہیں۔ جس سے واضح ہوگا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اہلِ ایمان ویقین اور متوکلین کی کس طرح مدد اور نصرت فرماتے ہیں۔ ایک مردِ قلندر نے جو بات آج سے اٹھارہ، انیس سال پہلے فرمائی تھی، آج وہی بات من وعن اسی طرح ثابت ہورہی ہے۔ اس لئے یہ بھی ثابت ہوا کہ آج اگر ہم بھی اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ کی فرمانبرداری میں لگ جائیں اور اپنے معاملات اسی کے احکام اور شریعت اسلامی کے مطابق ڈھال لیں تو آج ہم بھی اپنی مشکلات سے باہر آسکتے ہیں۔ لیجئے! اب وہ کالم ملاحظہ فرمائیں۔

اوریا مقبول جان صاحب لکھتے ہیں:

’’جس دن سے امریکا افغانستان سے بھاگنے پر مجبور ہوا ہے اس دن کے بعد سے پاکستان میں وہ لوگ جو گزشتہ اٹھارہ سال سے امریکا کے گن گاتے تھے، امریکا کی طاقت کے سامنے سجدہ ریز تھے، ان کی نیندیں حرام ہوچکی ہیں۔ اس لئے میڈیا کے اندر بھی اور اسٹیبلشمنٹ کے اندر بھی باقی وہ لوگ جو خالصتاً امریکی مزاج رکھتے ہیں اور امریکی ٹکڑوں پر پلتے ہیں، ان لوگوں نے اس بات کا ذکر تک کرنے پر پابندی لگادی ہے کہ کوئی افغان طالبان کی فتح کے بارہ میں گفتگو کرے یا طالبان کے بارہ میں کسی قسم کی بہتر صورت حال کا تذکرہ کرے۔ اگرچہ دنیا کے حالات بدل گئے، ٹرمپ تو عمران خان کا انتظار کررہا ہے اور پوری دنیا اس وقت دیکھ رہی ہے کہ اڑتالیس ممالک اور پوری دنیا کے مقابلہ میں طالبان کیسے فتحیاب ہوئے؟؟

اس سلسلہ میں اہم ترین بات یہ ہے کہ میرا ایک کالم جو کہ ۲۴؍ستمبر ۲۰۰۱ء کو ملا محمد عمر کے ایک انٹرویو کے بارہ میں تھا، اسے کل چھپنے نہیں دیا گیا۔ اسے روک دیا گیا۔ میں نے دوبارہ کالم لکھا جو کہ چھپ گیا ہے، لیکن میں چاہتا ہوں کہ وہ کالم آپ تک پہنچے، پھر آپ کو اندازہ ہوگا کہ اس کالم میں کیا تھا جس سے یہ لوگ چھپتے پھر رہے ہیں، اس ذلت سے جو انہیں اٹھارہ سال کے بعد حاصل ہوئی ہے، اس قوم کے ۷۵ ہزار لوگوں کو موت کی وادی میں پہنچا کر، کالم کا عنوان ہے: ’’ابو محمد ملا محمد عمر مجاہد کے ایک انٹرویو کی بازگشت‘‘

انسانی تاریخ میں کچھ ایسے کردار وقفے وقفے سے ضرور ابھرتے رہے ہیں، جن کے سامنے متعصب ترین مورخ کا قلم بھی بے بس ہوجاتا ہے۔ تاریخی جھوٹ گھڑنا ممکن نہیں رہتا۔ کردار کشی کی ساری کوششیں ناکام ہوجاتی ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ انہوں نے اپنے بدترین مخالف کے ہاتھ سے قلم چھین لیا ہے اور قرطاس وقت پر خود تاریخ تحریر کررہے ہیں، اپنے کردار کی عظمت اور اپنے طرزِ عمل کی حقانیت سے لکھی جانے والی تحریر۔ گزشتہ پچاس سالہ تاریخ میں شاید ہی کوئی ابومحمد ملا محمد عمر مجاہد کی شخصیت میں پایا جانے والا تیقن، ایمان، مقصد کی وضاحت اور راستے کے شعور جیسی خصوصیات کا مقابلہ کرتا ہو۔ ترقی یافتہ دنیا کے ایک ایسے اتحاد کے مقابلہ میں، جس اتحاد میں جمہوریت پسند اور آمر، سیکولر، ملحد اور اللہ کو ماننے والے، ہندو، سکھ، عیسائی اور مسلمان سب کے سب اکٹھے تھے۔ افغانستان جیسے بے سروسامان ملک میں صرف اس شخص کا ایمان اور اس کے ساتھیوں کا اللہ پر توکل اور ایمان ہی تھا جو انہیں تمام اقوام عالم پر فتح مند کرگیا۔ وہ جو آج سے سترہ سال قبل ٹیکنالوجی کے خدا کے سامنے سجدہ ریز ہوکر یہ پیشگوئیاں کیا کرتے تھے کہ یہ اَسّی کی دہائی کا افغانستان نہیں ہے، جب روس کے مقابلہ میں امریکا، یورپ اور تمام پڑوسی ممالک مجاہدین کا ساتھ دے رہے تھے۔ اب تو بڑے سے بڑا ملک اور طاقتور ترین قوم بھی یہ قوت وطاقت نہیں رکھتی کہ امریکا کے حکم کے سامنے ملا محمد عمر اور اس کے طالبان ساتھیوں کے حق میں زبان سے چند لفظ ادا کرسکے۔ سب کے سب متحد تھے، ان چند ہزار دیوانوں اور فرزانوں کے مقابلہ میں۔

ایسا تو صرف آغازِ اسلام میں ہوا تھا جب قریش عرب سے لے کر قیصر وروم اور کسریٰ ایران جیسی عالمی طاقتیں صحرائے عرب کے چند ہزار متوکل علی اللہ مسلمانوں کے خلاف متحد تھیں، اس دور میں بھی تبصرہ نگار، تجزیہ نگار اور طاقت کے اصنام کے سامنے سجدہ ریز لوگ ان مٹھی بھر مسلمانوں کے انجام بلکہ بدترین انجام کی کہانیاں سنایا کرتے تھے۔ کیا ایران کے کسریٰ کی گفتگو ۱۱ رستمبر ۲۰۰۱ء کے جارج ڈبلیو بش کی گفتگو سے مختلف تھی؟ ہرگز نہیں! وہی لہجہ، ویسا ہی تکبر، لیکن آج متعصب ترین مورخ بھی ان بے سروسامان مسلمانوں کی فتح کی کہانی لکھنے پر مجبور ہوگیا۔ ایرانی نوحہ گروں نے انہیں اجڈ و گنوار کہا، تہذیب سے ناآشنا پکارا، پیش گوئیاں کرتے تھے کہ یہ ایران جیسے مہذب ملک پر حکومت نہیں کرپائیں گے، لوٹ مار کرکے واپس چلے جائیں گے، مگر یہاں تو مورخ کا قلم اس کے ہاتھ سے لے لیا گیا تھا۔ جو گفتگو ایران کے دربار میں ان چند مسلمان صحابہ کرامؓ کی تھی اور جس کے جواب میں کسریٰ نے ایک برتن میں ان کے حوالہ ایران کی مٹی ڈال کر متکبرانہ انداز میں کہا تھا: ''میرے پاس تمہیں دینے کے لئے یہی ہے'' اور مسلمانوں نے اسے اللہ کی جانب سے فتح کی علامت خیال کیا تھا، آج ویسے ہی افغانستان میں امریکی شکست کے بعد ۱۱ رستمبر ۲۰۰۱ء کے تیرہ دن بعد وائس آف امریکا کو دیئے جانے والے ملا محمد عمر کے انٹرویو کی وہ صدا کانوں میں گونج رہی ہے۔

دیکھیں! کیسے ایک شخص جو اللہ کی طاقت پر ایمان رکھتا ہے، یقین کے لہجہ میں بول رہا ہے:

وائس آف امریکا نے سوال کیا: آپ اسامہ بن لادن کو ملک بدر کیوں نہیں کرتے؟

ملا محمد عمر: یہ معاملہ اسامہ بن لادن کا نہیں، اسلام کی عزت داؤ پر لگی ہوئی ہے۔ پشتون روایات داؤ پر لگی ہوئی ہیں۔

وائس آف امریکا: آپ کو علم ہے کہ امریکا نے دہشت گردی کے خلاف جنگ کا اعلان کردیا ہے؟

ملا محمد عمر: میرے سامنے دو اعلانات ہیں: ایک اللہ کا اعلان اور دوسرا جارج ڈبلیو بش کا اعلان۔ اللہ کا اعلان یہ ہے کہ میری زمین بہت وسیع ہے، اگر تم اللہ کے راستے پر چلو گے تو آپ کہیں بھی رہ سکتے ہو اور وہ آپ کی حفاظت کرے گا۔ دوسرا اعلان جارج ڈبلیو بش کا ہے کہ دنیا میں کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں تم چھپو اور ہم تمہیں ڈھونڈ نہ سکیں۔ ہم دیکھیں گے کہ کس کا اعلان کامیاب ہوتا ہے۔

وائس آف امریکا: آپ اپنے ملک، قوم، طالبان اور اپنے بارہ میں خوفزدہ نہیں ہو؟

ملا محمد عمر: اللہ اہل ایمان اور مسلمانوں کی مدد کرتا ہے۔ اللہ فرماتا ہے: وہ اہلِ کفر سے مطمئن نہیں ہوگا۔ دنیاداری کے اعتبار سے امریکا بہت طاقتور ہے۔ یہ اس سے دوگنا طاقتور بھی ہوجائے تو اتنا طاقتور نہیں ہوسکتا کہ ہمیں شکست دے سکے۔ ہمارا ایمان ہے کہ کوئی ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکتا، کیونکہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

وائس آف امریکا: آپ کہہ رہے ہیں کہ آپ کو فکر نہیں، جبکہ دنیا بھر کے افغان فکرمند ہیں۔

ملا محمد عمر: ہم بھی فکرمند ہیں، لیکن ہمارے سامنے بڑے مقاصد ہیں۔ ہم اللہ کی رحمت پر یقین رکھتے ہیں، ایک دن ہم پر فیصلہ کن وقت ضرور آئے گا اور ایسے میں اللہ کی رحمت مسلمانوں کے ساتھ ہوگی۔ اگر ہم آج اسامہ بن لادن کو ان لوگوں کے حوالہ کردیں تو وہ مسلمان جو سے حوالہ کرنے کے حق میں بول رہے ہیں، کل ہمیں ہماری اس حرکت پر گالیاں دیں گے، یہی لوگ کہیں گے: تم نے اسلام کی عزت داؤ پر کیوں لگائی؟ تم نے اسلام کے لئے شرمندگی کیوں کمائی؟ آج ہر کوئی امریکا سے خوفزدہ ہے، لیکن امریکا اپنے اس عمل کا تحفظ کبھی نہیں کرسکے گا۔ اس نے اسلام اور مسلمانوں کو یرغمال بنا رکھا ہے لیکن اگر آپ مسلمان ملکوں کو دیکھیں تو وہاں کے عوام مایوس ہیں، وہ اسلام کے لٹ جانے کا ماتم کررہے ہیں، اسلامی قوانین کی جگہ آج سیکولر قوانین نافذ ہیں لیکن لوگ اسلام کے عقیدہ کے ساتھ مضبوط ہیں۔

وائس آف امریکا: آپ کی اس بات کا کیا مطلب ہے کہ امریکا نے اسلام کو یرغمال بنا رکھا ہے؟

ملا محمد عمر: امریکا اسلامی ممالک کی حکومتوں کو کنٹرول کرتا ہے۔ یہ حکمران اسی وجہ سے عوام کی امنگوں سے دور ہیں۔ لوگ اسلام پر چلنے کو کہتے ہیں، لیکن یہ حکومتیں نہیں چلتیں، لوگ بے بس ہیں، کیوں کہ حکومتیں امریکا کے کنٹرول میں ہیں۔ امریکا نے ہم پر حملہ کا ارتکاب کیا ہے۔ یہ ایک بُرائی ہے، یہ بُرائی میرے یا اسامہ بن لادن کے مرنے سے ختم نہیں ہوگی۔ امریکا کو اپنی بادشاہت دنیا سے، خصوصاً مسلم دنیا سے ایک دن ختم کرنا ہوگی۔

وائس آف امریکا: اس کا مطلب ہے کہ آپ اسامہ بن لادن کو حوالہ نہیں کریں گے؟

ملا محمد عمر: ہرگز نہیں! اس کا مطلب یہ ہوگا کہ پھر ہم مسلمان ہی نہیں ہیں، اسلام ختم ہوگیا۔ اگر حملہ سے ڈرتے تو ہم اس وقت ہتھیار ڈال دیتے جب ہم پر پہلی دفعہ حملہ ہوا تھا۔ امریکا ہم پر دوبارہ حملہ کرے گا اور اب تو دنیا میں ہمارا کوئی دوست بھی نہیں رہ گیا۔

وائس آف امریکا: اگر امریکا پوری طاقت سے حملہ کرے تو آپ کو شکست دے دے گا؟ اور آپ کی قوم تباہ ہوجائے گی۔

ملا محمد عمر: بظاہر تو یہی لگتا ہے، لیکن مجھے یقین ہے کہ ایسا نہیں ہوگا۔ یاد رکھیں! ہمارے پاس صرف ایک راستہ باقی بچا ہے کہ ہم اللہ پر بھروسہ کریں اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو اللہ اس کی مدد بھی کرتا ہے اور اس پر رحمتیں بھی نازل کرتا ہے اور وہ کامیاب بھی ہوتا ہے۔

ابومحمد ملا محمد عمر مجاہد کے سترہ سال پہلے کے انٹرویو کی بازگشت میں آج کس کی فتح کا نعرہ گونج رہا ہے اور کس کی ذلت آمیز شکست کی کہانی صفحہ قرطاس پر لکھی جاچکی ہے۔ وہ لوگ جو آج سے اٹھارہ سال پہلے یہ نعرہ لگایا کرتے تھے کہ امریکا یہاں تورہ بورہ بنادے گا، امریکا یہاں صفحہ ہستی سے لوگوں کو مٹادے گا، تم ان کی ٹیکنالوجی کا مقابلہ نہیں کرسکتے، آج وہ اس بات کا تذکرہ کرنے سے بھی ہمیں منع کرتے ہیں۔ اس مردِ مجاہد نے اس وقت کیا کہا تھا اور آج تمہارے منہ پر کیسی کالک ملی ہوئی ہے۔

اللہ کو پامردیٔ مومن پہ بھروسہ
ابلیس کو یورپ کی مشینوں کا سہارا"

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین۔

خیرِ امت کا مثالی کردار

مولانا شمس الحق ندوی

جب سماج اور معاشرہ کا مزاج بگڑ جاتا ہے تو بُرائی، بُرائی نہیں رہ جاتی، جھوٹ و فریب کو ہوشیاری کا نام دیا جاتا ہے، بے حیائی و بے شرمی کو آزادی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، ہر طرح کی بے اصولی، سیاست و چال بازی کا نام پاتی ہے، اپنے سے کمزوروں پر اپنی قوت و طاقت کا رعب قائم کیا جاتا ہے اور ان کی عزت و آبرو اور جان مال سے کھلواڑ کو اپنی نیتاگری یا چودھراہٹ کا حق سمجھا جاتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے سامنے صرف دنیا کی زندگی ہے، مرنے کے بعد جینے اور جزا و سزا کا ان کے اندر تصور و خیال بھی نہیں، اس لئے ان کو ہر ایسی بات سے وحشت ہوتی ہے جو ان کی بے لگام زندگی میں رکاوٹ پیدا کرتی ہو، ان کی اس بہیمانہ زندگی کی صحیح اور سچی تصویر قرآن کریم سے بڑھ کر کون پیش کر سکتا ہے: ''اولئک کالانعام بل ھم اضل سبیلاً'' (وہ جانوروں جیسے ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ بے راہ) ایک جگہ فرمایا: ''اولـئـک ھـم شـر البریۃ'' (یہ لوگ سب مخلوق سے بدتر ہیں)، شکایت ان کی کرنا جن کو قرآن کریم جانوروں سے تشبیہ دے رہا ہے اور اسی کو دہراتے رہنا، کچھ زیادہ مفید نہیں بلکہ دیکھنے اور غور کرنے کی بات یہ ہے کہ وہ قوم جس کو قرآن کریم نے خیرِ امت بنایا ہے، اس کی زندگی کیسی گزر رہی ہے، اس کے اپنے معاشرہ کا کیا حال ہے، وہ اپنے خیرِ امت ہونے کی کیسی تصویر پیش کر رہی ہے، اس کے گھروں کا ماحول کیا ہے، مال و دولت کی طلب میں وہ امانت و صداقت کا کتنا لحاظ کرتی ہے، فقرا و مساکین، یتیموں اور بیواؤں کی خبرگیری کرنے کا اس کے اندر کتنا جذبہ پایا جاتا ہے، لین دین میں، تجارت و کاروبار میں موجودہ دور کی وعدہ خلاف، جھوٹ و فریب کی دنیا میں اس پر کتنا اعتماد کیا جاتا ہے، کیا ہماری زندگی ایسی ہے کہ جب کسی بھی غیر قوم کو بتایا جائے کہ یہ مسلمان ہیں تو اس کو کوئی خطرہ یا لین دین میں کسی دھوکا کا تصور بھی نہ آئے، اس کے اطمینان کے لئے اتنا معلوم ہو جانا کافی ہو کہ یہ مسلمان ہے، خیرِ امت کا ایک فرد ہے۔

ایک رسالہ میں یہ حیرتناک واقعہ پڑھا کہ ۱۹۶۵ء میں جب جمشید پور اور راوڑکیلا میں غیر معمولی اور بہت دردناک فساد ہو رہا تھا، ٹھیک انہیں حالات میں جب مسلمانوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹا جا رہا تھا، بہار کی طرف سے مسافروں کو لے کر آنے والی ایک بس کو حالات کی سنگینی کی وجہ سے روک لیا گیا، اس بس میں ایک غیر مسلم نوجوان جوڑا بھی تھا جو شادی کے بعد تفریح کے لئے نکلا تھا اور گھر واپس آ رہا تھا، انہیں حالات میں جب راوڑکیلا میں مسلمانوں کا قتلِ عام ہو رہا تھا، ایک مسلمان نے اس جوڑے کو اپنے گھر میں حالات درست ہونے تک ٹھہرایا، اتنا ہی نہیں بلکہ ان کو الگ جگہ دی اور ان کے مذہب کے مطابق ان کے کھانے پینے اور برتن وغیرہ کا پورا انتظام کیا کہ ان کو چھوت چھات کا تصور بھی نہ آئے، خیرِ امت کے ایک فرد، ایک مسلمان کے اس برتاؤ سے یہ ہندو جوڑا اتنا متاثر ہوا کہ مسلمان ہو گیا اور اسلامی اطوار و عادات کے مطابق زندگی گزارنا اس کی غذا اور سکونِ قلب بن گیا۔

خیرِ امت کی تاریخ کے اوراق ایسے بے شمار واقعات سے روشن ہیں بلکہ بعض وقت تو پورے ملک کا ملک خیرِ امت کے اسلامی کردار سے مسلمان ہو گیا ہے۔ مشہور سپہ سالار قتیبہ بن مسلمہ نے اسلامی اصول کے خلاف سمرقند کو فتح کر لیا تھا، جب حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی خلافت کا زمانہ آیا اور اہلِ سمرقند کو معلوم ہوا کہ اس وقت مسلمانوں کا حاکم عادل و انصاف پسند ہے تو انہوں نے خلیفہ کے پاس آدمی بھیجا کہ ہمارے ملک پر غلط قبضہ کیا گیا ہے، آپ انصاف فرمائیں، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے سمرقند کے قاضی کو خط لکھا کہ مقدمہ کی سماعت کی جائے اور فیصلہ کیا جائے۔ قاضی نے طرفین کو بلایا، اہلِ سمرقند کو یہ اندیشہ تھا کہ حکومت مسلمانوں کی، قاضی مسلمان، ہمارے حق میں فیصلہ ہونا مشکل ہے، قاضی نے مقدمہ کی سماعت کی اور اہلِ سمرقند کے حق میں فیصلہ دیتے ہوئے کہا کہ چونکہ سمرقند پر غیر اسلامی طریقہ سے قبضہ کیا گیا ہے، اس لئے اسلامی فوجیں سمرقند خالی کر دیں اور وہ طریقہ اپنائیں جن کی اسلام نے تعلیم دی ہے۔ یہ فیصلہ سنتے ہی پورا سمرقند بیک وقت مسلمان ہو گیا۔

یہ امت اگر پھر اپنے اس کردار کو اپنائے اور

اس کا جینا مرنا، کسی سے خوش ہونا، کسی سے ناراض ہونا، کسی سے ٹوٹنا، کسی سے جڑنا، اس کا ہنسنا اور بگڑنا، سب خدا کے حکم اور امر الٰہی کے تابع ہو جائے تو موجودہ دور کی غم کی ماری، بے چین اور ظلم وجور کی چکی میں پستی ہوئی دنیا اسلام کی طرف اس طرح ٹوٹے جیسے پتنگے شمع پر ٹوٹتے ہیں۔

ضرورت ہے اپنے کردار کے بدلنے اور اپنے ذہن کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے اور شریعت کے فیصلوں پر چلنے کی، اس وقت مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ خود ان کی زندگی اللہ اور اس کے رسول کے منشاء کے مطابق بن جائے، وہ جو کرنے کو کہیں کریں اور جس بات سے روکیں اس سے رک جائیں۔ اللہ کے رسول نے دنیا سے رخصت ہونے سے پہلے لوگوں کی اصلاح اور لوگوں کو خیر کی طرف بلانے اور انسان کو انسانیت کے اخلاق اور اقدار اختیار کرنے کے لئے کوشش کرنے کی ذمہ داری اپنی امت پر ڈالی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو خیر امت کے منصب سے نوازا ہے اور اس پر یہ ذمہ داری ڈالی ہے کہ وہ دوسری قوموں کو انسانیت کا سبق پڑھائے، فرمایا:

”کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنہون عن المنکر....“

امت مسلمہ کے لئے یہ اتنا بڑا اعزاز ہے کہ اس سے بڑا اعزاز نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ دوسری جگہ فرماتا ہے:

”وکذلک جعلناکم امة وسطا لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیداً۔“

جس کو گواہ بنایا جائے جس کو گواہی کے معیار پر لاکر رکھا جائے، اس کا خود کا کردار کتنا معیاری ہونا چاہئے، جس کی صرف دو مثالیں اور پیش کردی گئی ہیں۔ تاریخ بتاتی ہے کہ مسلمانوں کے اس اسلامی کردار ہی کو دیکھ کر دنیا کے بیشتر ملکوں کی قومیں اسلام لائی ہیں اور تھوڑے ہی عرصہ میں اسلام پوری دنیا میں پھیل گیا ہے اور اس وقت دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں جہاں مسلمان نہ رہتے ہوں۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے اب خود اس امت کے افراد میں ایسی کمزوریاں پیدا ہوگئی ہیں کہ ان سے اسلام بدنام ہوتا ہے، حالانکہ اسلام کتاب وسنت کی شکل میں بالکل ویسے کا ویسا موجود ہے جیسا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ بھیجا ہے اور اتنا ہی نہیں بلکہ امت مسلمہ میں ایسی ایک بڑی تعداد موجود ہے جو اسلام پر عامل ہے اور اس کی دعوت دیتی ہے۔

لیکن چونکہ امت کا بڑا حصہ بے عملی کا شکار ہے، اس میں وہ تمام خرابیاں داخل ہوگئی ہیں جو خالص دنیادار اور آخرت فراموش قوموں میں پائی جاتی ہیں، اس لئے ضرورت ہے کہ اپنی داخلی کمزوریوں کو دور کرنے کی فکر وکوشش کی جائے۔ اگر یہ کام نہیں ہوگا تو پوری دنیا میں مسلمان جس ذلت ومظلومیت کی زندگی گزار رہے ہیں اس سے ان کو کوئی نکال نہیں سکتا۔ اسلام قیامت تک کے لئے آیا ہے اور رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی ضمانت لی ہے، کوئی طاقت اس کو مٹا نہیں سکتی، مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد بھی اس پر عامل رہے گی، مگر امت کی عام ذلت ورسوائی اس وقت دور ہوسکے گی جب وہ اپنے اصل مقام کو پہچانے اور اپنے خیر امت ہونے کا عملی ثبوت پیش کرے کہ ختم نبوت کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ ذمہ داری اسی پر ڈالی ہے اور اس امت میں ایسے مثالی افراد پیدا ہوئے ہیں جن کے اخلاق وکردار سے خدا بے زار اور آخرت فراموش بے شمار لوگ اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔ ☆☆☆

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی ؒ کے قلم سے
ماہنامہ ”بینات“ کراچی میں تیرہ سو سے زائد کتب پر لکھے گئے تعارف اور تبصروں کا مجموعہ

نقد ونظر (مکمل دو جلدیں)

جاذب نظر ٹائٹل، بہترین کاغذ، عمدہ طباعت

رعایتی قیمت: صرف **1,000** روپے

یہ کتاب علمی اور ادبی لٹریچر میں ایک اہم اضافہ اور اہل ذوق اور علم وکتاب سے تعلق رکھنے والے حضرات کے لئے ایک عمدہ سوغات ہے

ملنے کا پتہ: **مکتبۂ ختم نبوت**
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی
021-32780337/40

مُحَمَّدِیم صلی اللہ علیہ وسلم

عبرانی بائبل کے عہدنامہ قدیم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ایک بشارت

تحقیق وتبصرہ: حضرت مولانا بشیر احمد حسینی، شورکوٹ (قسط:۳) مرسلہ: خالد محمود، سابق یوئیل کندن

اردو بائبل کے مترجمین کی ترجمہ میں سیاست:

بائبل کے مترجمین نے زیر بحث مقام کا ترجمہ کرتے وقت اردو ترجمہ میں یہ سیاست کی کہ بشارت کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا، مثلاً:

’’اس کا منہ ازبس شیریں ہے، ہاں وہ سراپا عشق انگیز ہے۔

اے یروشلیم کی بیٹیو!
۱ ۲

’’یہ ہے میرا محبوب، یہ ہے میرا پیارا۔‘‘

خط کشیدہ الفاظ نمبر۱ میں ’’اے‘‘ خطاب اور نمبر۲ میں مخاطبین کا ذکر ہے اور یہ الفاظ پوری بشارت بیان کرنے کے بعد بالکل آخر میں استعمال کئے گئے ہیں، چنانچہ:

۱:......عربی بائبل۔
۲:......فارسی بائبل۔
۳:......عبرانی بائبل۔
۴:......انگریزی بائبل R.S.V۔
۵:...... انگریزی بائبل، گڈ نیوز بائبل ٹوڈے انگلش ۱۹۸۲ء۔

بائبل کے ان پانچوں نسخوں میں بشارت کے بالکل آخر میں زیر بحث الفاظ پائے جاتے ہیں، مگر اردو بائبل کے مترجمین نے یہ سیاسی چال چلی کہ اسے بشارت کے وسط میں تحریر کر کے بشارت کو دو حصوں میں اس لئے تقسیم کیا تاکہ ’’یہ کا قرینی اشارہ لفظ ’’مُحَمَّدِیم‘‘ کے غلط ترجمہ ’’عشق انگیز‘‘ کی طرف ثابت نہ ہو سکے اور اس لفظ میں دوری اور بُعد پیدا ہو جائے گا، مگر ہم نے اس سیاسی حربہ کی قلعی کھول دی ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت اقدس میں ایک سوال:

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی بشارت کے مصداق کی بابت مندرجہ ذیل علامات وصفات بیان فرمائی ہیں:

’’میرا محبوب سرخ وسفید ہے۔
وہ دس ہزار میں ممتاز ہے۔
اُس کا سر خالص سونا ہے۔
اُس کی زلفیں پیچ در پیچ اور کوے سی کالی ہیں۔
اس کا منہ ازبس شیریں ہے، ہاں وہ سراپا عشق انگیز ہے۔‘‘

اس لئے ہم حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت اقدس میں یہ سوال نہایت ادب سے عرض کرتے ہیں کہ اے نبی اللہ علیہ السلام! آپ نے جس متبرک شخصیت اور جس مقدس ہستی کی یہ علامت وصفات بیان فرمائیں اسے اپنا محبوب اور اپنا پیارا قرار دیا۔ اس عظیم المرتبت ہستی کا اسم مبارک کیا ہے؟ تو حضرت سلیمان علیہ السلام اس سوال کا یہ جواب ارشاد فرماتے ہیں کہ:

عبرانی میں: ’’مُحَمَّدِیم‘‘
عربی میں: ’’مُحَمَّدْ‘‘ صلی اللہ علیہ وسلم

پس حضرت سلیمان علیہ السلام کے اس جواب مبارک کے پیش نظر بھی اس بشارت کے مصداق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔

اِلُوھِیم اور مُحَمَّدِیم:

لفظ ’’مُحَمَّدِیم‘‘ کی بابت ہمارا یہ نظریہ ہے کہ یہ لفظ زیر بحث مقام میں اَدب واحترام کے باعث ’’جمع‘‘ اور ’’جمع‘‘ کی وجہ سے یہ لفظ ’’عبرانی‘‘ ہے۔ دراصل لفظ ’’محمد‘‘ عربی ’’واحد‘‘ اور اس کا ترجمہ بھی ’’واحد‘‘ کی صورت میں کیا جائے گا، جیسا کہ بائبل کے متفرق نسخہ جات میں کیا گیا ہے۔ چونکہ زیر بحث مقام میں عربی لفظ ’’مُحَمَّد‘‘ بطور بشارت، خاص اور اسم معرفہ ہے اس لئے اس لفظ کا ترجمہ نہیں کیا جائے گا۔

اب ہم ان تمام باتوں کو عبرانی لفظ ’’اِلُوھِیم‘‘ کی بابت مسیحی علماء کے بیانات سے بھی ثابت و ظاہر کریں گے۔

عبرانی لفظ ’’اِلُوہ‘‘ واحد اور اس کی جمع ’’اِلُوھِیم‘‘ آتی ہے۔ یہ لفظ واحد کی صورت میں انجیل مرقس کے مندرجہ ذیل مقام میں بھی پایا جاتا ہے:

’’الوھی ولوھی لما شبقتنی ؟

جس کا ترجمہ ہے: اے میرے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟‘‘ (باب:۱۵، آیت:۳۴)

عبرانی لفظ ’’اِلُوھِیم‘‘ عبرانی بائبل کی کتاب

"برِیشیت" (پیدائش) کے پہلے باب کی پہلی آیت میں تیسرا لفظ ہے۔ یہ عبرانی لفظ "اِلُوھِیم" جو جمع کی صورت میں ہے۔ اس کا ترجمہ بائبل کے مختلف زبانوں کے نسخوں میں یوں کیا گیا ہے:

اردو بائبل ۱۹۷۷ء میں "خدا"۔

فارسی بائبل ۱۹۵۹ء میں "خدا"۔

عربی بائبل ۱۹۵۶ء میں "مُحَمَّدٌ"۔

انگریزی بائبل آر ایس وی ۱۹۷۳ء میں "God" (گوڈ) یعنی اللہ۔

انگریزی بائبل میں اس لفظ کی "جی" بڑی ہے جو اس بات کا ثبوت مہیا کرتی ہے کہ یہ لفظ "اسم معرفہ" ہے، کیونکہ انگریزی زبان میں "اسم معرفہ" کا پہلا حرف ہمیشہ بڑا ہوتا ہے۔ دیگر نسخہ جات سے بھی اس کا "اسم معرفہ" ہونا ثابت ہوتا ہے۔

بائبل کے مندرجہ بالا نسخہ جات سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ عبرانی لفظ "اِلُــوھِیــم" جو کہ جمع کی صورت میں ہے اور تراجم میں اسے "واحد" کی صورت میں اور "اسم معرفہ" ظاہر کیا گیا ہے۔ اس مقام پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کیوں کیا گیا؟ تو مسیحی علماء اس سوال کا صحیح جواب یہ دیتے ہیں:

پادری ے پیٹر صاحب لکھتے ہیں: "پُرانے عہد نامے میں خدا کے لئے عبرانی لفظ "اِلُوھِیم" (Elohim) آیا ہے یہ جمع کی صورت ہے۔ حالانکہ اس کا فعل عموماً صیغہ واحد میں آیا ہے۔ اس لفظ کے جمع ہونے کی وجہ سے ہمیں یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ اس لفظ کو استعمال کرتے وقت یہودیوں کے ذہن میں تثلیث فی التوحید کا تصور تھا، ممکن ہے یہ لفظ بطور عزت استعمال ہوا ہو، جیسا کہ ہم اردو میں ایک شخص کے لئے بطورِ عزت "آپ" استعمال کرتے ہیں۔" (تثلیث فی التوحید، ص:۱۸، از پادری پیٹر ے صاحب، مترجم پادری وکلف اے سنگھ صاحب)

"قاموس الکتاب" کے مصنفین، مسیحی علماء لکھتے ہیں:

"۲-استثناء، باب:۶، آیت:۴" سُن اے اسرائیل خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے....." یہ اہل یہود کا کلمہ ہے جو "شمع" کہلاتا ہے۔ عبرانی میں اس کلمہ میں "خدا" کے لئے لفظ "اِلُوھِیم" آیا ہے۔ یہ لفظ صیغہ جمع میں ہے۔ اس کا واحد "اِلــــوہ" ہے۔ یہودی اپنے عقیدے اور عام بول چال میں خدا کے لئے لفظ "اِلُوھِیم" ہی استعمال کرتے ہیں۔" (تحت تثلیث فی التوحید، ص:۲۳۳)

نیز مسیحی علماء لکھتے ہیں:

"اِلُوھِیم" عبرانی میں خدا کا ایک نام جو پرانے عہد نامہ میں ڈھائی ہزار سے زائد مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ یہ لفظ اردو ترجمہ میں نہیں آتا، لیکن یہ ایک نہایت اہم لفظ ہے۔ یہ لفظ صیغہ جمع میں ہے، لیکن جب خدائے واحد کے لئے استعمال کیا جاتا ہے تو اس کے ساتھ فعل یا صفت کی تعریف واحد میں کی جاتی ہے، اس لفظ کی ابتدا کے متعلق مختلف نظریے پیش کئے گئے ہیں، بعض لوگوں کے خیال میں اس کا تعلق عبرانی الفاظ "ایل" اور "الوہہ" کے ساتھ ہے اوروں کی نظر میں یہ اُن سے بہت مختلف ہے۔ غالباً عبرانی محاورے کے مطابق جمع کے صیغہ سے خدا کی ہستی کا احترام اور تعظیم مقصود ہے۔ یہ خدا کی کاملیت کا اعتراف کرتا ہے۔" (قاموس الکتاب تحت الہام، ص:۷۷)

مسیحی علماء کے ان بیانات کے خط کشیدہ الفاظ سے حقیقت تو بالکل روشن ہوگئی ہے مگر پھر بھی جی میں آتا اور دل یہ بات کہتا ہے کہ اس حقیقت کی مزید تائید و تصدیق پادری فانڈر صاحب سے بھی کرادی جائے، تاکہ یہ تصدیق و تائید سونے پر سہاگہ کا کام دے سکے۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں موصوف رقم طراز ہیں:

"حضرت محمدؐ (۱) بنی اسرائیل سے خارج ہیں (۲)۔"

"حضرت محمدؐ (۱) مراد ہیں (۲)۔"

"حضرت محمدؐ (۱) نہیں ہیں (۲)۔"

(میزان الحق، حصہ سوم، باب:۲، صفحات بالترتیب:۳۰۶، ۳۱۱، ۳۱۲)

چونکہ موصوف کے خط کشیدہ الفاظ نمبر ۱ "واحد" اور نمبر ۲ "جمع" ہیں۔ اس لئے ان سے بھی وہی بات ظاہر ہوتی ہے، جو ہم مسیحی علماء کے گزشتہ بیانات سے ظاہر کر چکے ہیں۔

ایک سوال اور اس کا جواب:

یہ سوال اور جواب بھی پُرلطف اور مزیدار ہے اور اس سے بھی ہمارے نظریے کو مزید قوت و طاقت ملتی ہے، کیونکہ پادری فانڈر صاحب اس بات کے معترف ہیں کہ عبرانی لفظ "مُحَمَّدِیْم" عربی لفظ "محمد" کی طرح لفظ "حمد" سے مشتق ہیں، چنانچہ موصوف کے الفاظ یہ ہیں:

"عبرانی لفظ "مُحَمَّدِیْم" بمعنے راحتہا جو کہ لفظ "محمد" کی طرح حمد سے مشتق ہے اس میں پایا جاتا ہے۔" (میزان الحق، حصہ سوم:۲، باب دوم)

یاد رہے کہ ہمارا کلام اس لفظ کے مصداق میں ہے۔ اس کے معنوں میں نہیں۔ بہرحال

موصوف کے نزدیک عبرانی لفظ ''مُحَمَّدِیْم'' اور عربی لفظ ''محمد'' یہ دونوں ہی لفظ ''حمد'' سے مشتق ہیں۔ ان کے اس نظریے کے پیش نظر ہم ان سے ایک سوال کرتے ہیں، اور وہ سوال یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک جو کہ عربی میں ''محمد'' یہ خاص نام اور اسم معرفہ ہے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و شوکت اور عزت و عظمت کا لحاظ رکھتے ہوئے اسے ادب و احترام سے اگر اردو میں یوں لکھا جائے: ''محمد ہیں۔''

تو عربی لفظ ''محمد'' اور اردو لفظ ''ہیں'' کو عبرانی میں کیسے ادا کیا جائے گا اور عبرانی میں ان کا ترجمہ کیا ہوگا؟

تو پادری صاحب اس سوال کا یہ جواب دیتے ہیں کہ: ''مُحَمَّدِیْم'' (میزان الحق، حصہ سوم: باب:۶، ص:۳۰۳، سطر بیسویں)

الغرض پادری فانڈر صاحب کے جواب سے بھی یہی حقیقت ظاہر ہوتی اور یہی صداقت منظر عام پر آتی ہے کہ زیر بحث بشارت میں عبرانی لفظ ''مُحَمَّدِیْم'' ادب و احترام کی وجہ سے ''جمع'' استعمال کیا گیا ہے۔ درحقیقت لفظ ''محمد'' عربی ''واحد'' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک، خاص نام اور یہ اسم معرفہ ہے۔ تثلیث کی طرح یہ کوئی ایسی دقیق اور عمیق بات نہیں جسے انسانی عقل و فہم رد کرتے ہوں، بلکہ یہ بات آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے۔ بشرطیکہ نیت صاف اور سینہ پاک ہو۔

اہل علم پر یہ بات خوب روشن ہے کہ ایک زبان کا اسم معرفہ دوسری زبان میں استعمال کرلیا جاتا ہے۔ غور فرمایئے کہ لفظ ''بکہ'' انگریزی بائبل کے دو نسخوں میں بطور اسم معرفہ استعمال کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ انگریزی لفظ نہیں (انگریزی بائبل R.S.V ۱۹۷۴ء، گڈ نیوز بائبل ٹوڈے ۱۹۸۲ء، زبور باب:۸۴، آیت:۶، اردو بائبل ۱۹۷۷ء میں غلط ترجمہ کرکے اسے ''وادیٔ بکا'' بناڈالا ہے) بہرحال ایک زبان کا اسم معرفہ دوسری زبان میں استعمال کرلیا جاتا ہے اور یہ فعل قابل مذمت اور لائق ملامت نہیں ہوتا۔ پس حضرت سلیمان علیہ السلام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک ''محمد'' جو عربی، واحد، خاص نام اور اسم معرفہ ہے۔ اسے ادب و احترام اور عقیدت و محبت کے پیش نظر عبرانی میں ''جمع'' کی صورت میں استعمال فرمایا ہے۔ اب یہ صداقت اجاگر اور یہ حقیقت منور ہوگئی کہ اس بشارت کے مصداق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔

عبرانی لفظ ''اُلُوْھِیْمُ'' کی بابت مسیحی علماء کی رائے:

عبرانی بائبل کے مترجمین و دیگر مسیحی علماء کے وہ بیانات جو انہوں نے عبرانی لفظ ''اِلُوْھِیمْ'' کے بارے میں دیئے ہیں۔ ہم اُن تمام کا خلاصہ ''مسیحی علماء کی رائے'' کے تحت صرف اس لئے نقل کررہے ہیں تاکہ دیگر طرز سے بھی یہ ظاہر کریں کہ لفظ ''مُحَمَّدِیْم'' کی اصلیت و حقیقت اور نوعیت و کیفیت زیر نظر بشارت میں کیا ہے؟

۱:... ''اِلُوْھِیمْ'' عبرانی لفظ ہے۔

۲:... ''اِلوھیم'' جمع ہے۔

۳:... ''اِلُوْھِیمْ'' کا ترجمہ واحد (الوہہ) کیا جاتا ہے اور ''الوہہ'' کا ترجمہ نہیں کیا جاتا، کیونکہ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا اسم پاک اور یہ نام مبارک اسم معرفہ ہے۔

۴:... ''الوھیم'' کو جمع کی صورت میں لکھنے کی پہلی وجہ یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہستی کا احترام اور تعظیم مقصود ہے۔

۵:... ''الوھیم'' کو جمع کی صورت میں لکھنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی کاملیت کا اعتراف کرنا مقصود ہے۔

عبرانی لفظ ''مُحَمَّدِیْم'' کی بابت عدل وانصاف کی رائے:

مسیحی علماء نے جس معیار سے عبرانی لفظ ''الوہیم'' کی بابت رائے پیش کی ہے۔ اسی معیار کے مطابق عبرانی لفظ ''مُحَمَّدِیْم'' کے متعلق عدل وانصاف کی رائے پیش کی جاتی ہے:

۱:... ''مُحَمَّدِیْم'' اصل میں لفظ ''مُحَمَّدْ'' عربی ہے۔ ادب واحترام کی وجہ سے عبرانی میں جمع کی صورت میں استعمال کیا گیا ہے۔

۲:... ''مُحَمَّدِیْم'' جمع ہے۔

۳:... ''مُحَمَّدِیْم'' کا ترجمہ واحد (محمد) کیا جائے گا اور لفظ ''محمد'' کا ترجمہ نہیں ہوگا، کیونکہ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عربی میں اسم پاک اور یہ نام مبارک ''اسم معرفہ'' ہے۔

۴:... ''مُحَمَّدِیْم'' کو جمع کی صورت میں لکھنے کی پہلی وجہ یہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہستی کا احترام اور تعظیم مقصود ہے۔

۵:... ''مُحَمَّدِیْم'' کو جمع کی صورت میں لکھنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کاملیت کا اعتراف مقصود ہے۔

خط کشیدہ الفاظ کی بابت ہم یہ بات کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صرف نبی ہی نہیں بلکہ آپ خاتم النبیین یعنی سلسلۂ انبیاء کے آخری نبی اور آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں۔ چونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کاملیت کا اعتراف بھی مقصود تھا، اس لئے آپ کا اسم مبارک عبرانی میں جمع کی صورت میں بیان کیا گیا۔

(جاری ہے)

پیغامِ مدارس کانفرنس جہلم

مولانا عبدالقدوس محمدی

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے زیر اہتمام پیغام مدارس کانفرنسوں کا سلسلہ جاری ہے ۔15 جنوری بروز منگل کو اس سلسلے کی عظیم الشان اور فقید المثال کانفرنس جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم میں منعقد ہوئی ۔اپنی نوعیت کی ایک منفرد ،یادگار اور مثالی کانفرنس ......جہلم شہر میں واقع جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام علاقے میں علماء اہل حق کا مرکز ہے ۔یہ ادارہ حضرت مولانا قاضی عبداللطیف جہلمیؒ کی یاد ہے جسے حضرت علامہ قاضی خبیبؒ نے اپنے خون جگر سے سینچا اور ان دنوں فاضل نوجوان برادر گرامی مولانا ابوبکر صدیق اس ادارے کے انتظام وانصرام کی ذمہ داریاں سنبھالے ہوئے ہیں ۔چونکہ پیغام مدارس کانفرنسوں کا انعقاد دینی مدارس کی ضرورت واہمیت اور کردار وخدمات کو اجاگر کرنے کے لئے کیا جارہا ہے اور خود جامعہ حنفیہ کے قیام کی داستان ایسی ایمان افروز اور حیرت انگیز ہے جس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ پاکستان میں دینی مدارس اور وفاق المدارس کا وجود اللہ رب العزت کی کتنی بڑی نعمت اور اسلامیان پاکستان کی دینی ضروریات کے لئے کس قدر ضروری ہے۔

یہ ۱۹۴۵ء کی بات ہے جب حضرت مولانا قاضی عبداللطیفؒ دارالعلوم دیوبند سے کسب فیض کرکے تشریف لائے ۔آپ نے جہلم شہر کو اپنی خدمات کا مرکز بنایا ۔ماہ رمضان المبارک آیا تو علاقے کے لوگوں نے تراویح میں قرآن کریم سننے کی خواہش کا اظہار کیا لیکن اس دور میں حافظ قرآن ڈھونڈنا بڑا مشکل تھا اور خال خال ہی حفاظ قرآن اس خطے میں پائے جاتے تھے۔کسی نے بتایا کہ گجرات شہر میں ایک حافظ قرآن ہیں انہیں تراویح کی امامت کے لئے مدعو کیا جاسکتا ہے چنانچہ حضرت قاضی صاحبؒ اپنے دو رفقاء خان یار محمد اور امام دین صاحب مرحوم کو ساتھ لے کر حافظ صاحب کی تلاش میں گجرات جا پہنچے۔ جب ان سے ملے تو اندازہ ہوا کہ ان کی وضع قطع سنت کے مطابق نہیں اور وہ داڑھی کٹواتے ہیں ۔اس پر یہ تینوں حضرات واپس لوٹ آئے اور رمضان المبارک میں تراویح میں قرآن کریم نہیں سنایا گیا بلکہ آخری پارہ کی سورتیں پڑھنے پر اکتفاء کیا گیا لیکن حضرت قاضی عبداللطیف صاحبؒ اور ان کے رفقاء نے سوچا کہ کیوں نہ علاقے کی دینی ضروریات بالخصوص حفاظ قرآن کریم کا بندوبست کرنے کے لئے اپنی مسجد میں ہی حفظ قرآن کریم کا مدرسہ قائم کیا جائے چنانچہ انہوں نے مدرسہ کی بنیاد رکھی اور آج الحمدللہ اس ادارے جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام کی ۱۰۰ سے زائد شاخیں ہیں جن میں ۵۰۰۰ سے زائد طلباء و طالبات تعلیم حاصل کررہے ہیں۔ بنات کا دینی ادارہ الگ ہے جس میں زیر تعلیم طالبات کی تعداد ایک ہزار سے متجاوز ہے اور حنفیہ ایلمنٹری اسکول کے نام سے دینی وعصری تعلیم کا مستقل ادارہ الگ سے قائم ہے ۔ حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحبؒ، ان کے صاحبزادے حضرت مولانا قاضی خبیب احمد صاحبؒ اور ان کے صاحبزادے علامہ ابوبکر صدیق صاحب کے تین ادوار میں تین نسلوں پر محیط جہلم اور قرب وجوار میں اس ادارے اور اس ادارے کے منتظمین کی جو خدمات ہیں وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں بلکہ آج جہلم اور گرد ونواح ہی نہیں بلکہ آزاد کشمیر،اندرون وبیرون ملک اس ادارے کے فیض یافتگان اور ان کی دینی وملی خدمات کی ایک طویل فہرست ہے ۔کہاں وہ دور کہ پورے خطہ جہلم میں کوئی ایک حافظ قرآن نہیں مل رہا تھا اور کہاں یہ عالم کہ ہزاروں کی تعداد میں حفاظ قرآن صرف اس ایک ادارے کی وساطت سے امت کو نصیب ہوئے......صرف حفاظ نہیں علماء کرام......صرف علماء وحفاظ نہیں عالمات وحفاظ بھی...... وفاق المدارس کے ناظم قاضی عبدالرشید صاحب اپنے مخصوص انداز میں کیا ہی خوب ارشاد فرمایا کرتے ہیں کہ” دینی مدارس اور علماء نے جس کام کا بیڑہ اٹھایا اس میں نہ صرف یہ کہ اپنا فرض ادا کیا بلکہ پوری دنیا میں پاکستان کو سب سے زیادہ حفاظ تیار کروانے والا ملک ہونے کا اعزاز عطا فرمایا......ایسی خدمات جس میں کوئی لوڈشیڈنگ نہیں،کوئی تعطل نہیں،کوئی بحران نہیں ،کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ لوگوں کو امامت وخطابت اور امور دینیہ کی رہنمائی کے لئے رجال کار نہ

ملیں، رمضان المبارک میں قرآن کریم سنانے کے لئے حفاظ نہ ملیں اور جہلم والے حفاظ تلاش کرنے گجرات جائیں۔ جب کہ حکمرانوں نے جن کاموں کی ذمہ داری لی ان میں لوڈشیڈنگ ہے، بحران ہے، مسائل ہیں، آٹا ہے تو دالیں نہیں، دالیں ہیں تو گھی نہیں، آٹا کبھی ملے تو پکانے کے لئے گیس نہیں، گیس ملے تو کھاتے وقت بجلی میسر نہیں جبکہ علماء نے جس کام کا بیڑہ اٹھایا اس کا حق ادا کر دیا......صرف ایک قاضی عبداللطیف صاحب کی مثال لے لیجیے ایسی لاتعداد مثالیں ہیں ...... جہلم میں ہی خادم القرآن برادرم قاری خالق داد عثمان کی کئی عشروں پر محیط قرآن اور دینی خدمات ہی ایسی ہیں کہ اس خطے کے باسیوں کے ماتھے کا جھومر ہیں، طالبات کے لئے ہمارے دوست مولانا ثمین الرشید کے والد گرامی مولانا محمد حسین مرحوم نے طویل جدوجہد کے بعد جامعہ امینیہ کے نام سے ایسا عظیم الشان ادارہ قائم کیا کہ اس ادارے کی پرشکوہ عمارت اور اس کے فیوض وبرکات کے بارے میں سن کر انسان حیران رہ جاتا ہے......ہوش ربا مہنگائی کے اس دور میں، بے بنیاد پروپیگنڈے کے باوجود، طعنے سن کر، گالیاں سہ کر اللہ کے یہ نیک بندے کیسے دین کی شمعیں روشن کئے بیٹھے ہیں......جامعہ حنفیہ میں منعقد ہونے والی پیغامِ مدارس کانفرنس اہل علاقہ کے سامنے ان دینی مدارس کی خدمات کو اجاگر کرنے، مدارس کی ضرورت واہمیت سے آگاہ کرنے، مدارس سے وابستگی کا پیغام پہنچانے اور معاشرے کی تعلیم و تربیت کے لئے مدارس دینیہ کے کردار پر روشنی ڈالنے کے لئے منعقد ہوئی، کانفرنس سے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صوبہ پنجاب کے ناظم مولانا قاضی عبدالرشید، ترجمان وفاق المدارس العربیہ پاکستان مولانا عبدالقدوس محمدی، جامعہ کے شیخ الحدیث مولانا قاری ظفر اقبال، وفاق المدارس العربیہ پاکستان ضلع جہلم کے شعبہ حفظ کے مسؤل قاری خالقداد عثمان، وفاق المدارس العربیہ پاکستان گجرات سے مسؤل مولانا الیاس احمد، مولانا حافظ عبدالرشید کوٹلی، مولانا قاری ضیاء اللہ گکرالی، مولانا قاری محمد اسحاق ڈومیلی، مولانا قاری عطاء اللہ طارق، مولانا قاری نور حسین، مولانا غلام جیلانی، مولانا ثمین الرشید، مولانا حافظ حسین احمد مدنی، مولانا عبدالواحد اور دیگر سمیت علماء کی بڑی تعداد، تمام مدارس کے ذمہ داران، اساتذہ وطلبہ اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والوں کا تاحد نگاہ مجمع تھا......برادرم مولانا ابوبکر صدیق اور ان کی ٹیم کا حسن انتظام......ترجمان اہل حق حضرت مولانا قاضی عبدالرشید صاحب کا جامع، وقیع اور منفرد خطاب ...... برادرم مولانا قاری خالقداد اور دیگر باہمت علماء کرام کی جہد مسلسل نے جہلم کی تاریخ کا ایک شاندار اور یادگار پروگرام منعقد کروایا، جس کے اثرات مدتوں محسوس کئے جاتے رہیں گے اور جس کی برکات سے اہل علاقہ ہمیشہ استفادہ کرتے رہیں گے ......اس پروگرام نے جہلم بھر کے اہل علم کو جمع ہونے، مدارس کے اساتذہ وطلبہ کو مل بیٹھنے، دین کا درد رکھنے والوں کا مورال بلند کرنے کا سامان کیا...... پروگرام کے دوران موجودہ دور میں دینی مدارس کو درپیش مسائل ومشکلات کے حوالے سے تفصیلی گفتگو ہوئی بالخصوص مولانا قاضی عبدالرشید صاحب نے حکومتی طرز عمل اور پالیسیوں پر کڑی تنقید کرتے ہوئے واشگاف الفاظ میں کہا کہ ریاست مدینہ میں دینی مدارس بنائے جاتے تھے گرائے نہیں جاتے تھے، ریاست مدینہ میں بے حیائی نہیں بلکہ عفت و عصمت اور حیاء و پاکدامنی کا ماحول ہوتا تھا، ریاست مدینہ میں شراب پر پابندی تھی منشیات اور شراب نوشی کو رواج نہیں دیا جاتا تھا، انہوں نے کہا کہ ریاست مدینہ محض زبانی دعووں سے نہیں بلکہ کردار وعمل سے قائم ہوگی۔ کانفرنس کے آخر میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان ضلع جہلم کے (شعبہ کتب) کے مسؤل اور مہتمم جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام مدنی محلہ جہلم مولانا قاری محمد ابوبکر صدیق نے کانفرنس کے کامیاب انعقاد پر مبارکباد پیش کرتے ہوئے کہا کہ وطن عزیز اسلامی جمہوریہ پاکستان ایک جسم کی مانند ہے اور اسلام اس کی روح ہے ہم نے پہلے بھی ملک اور دین کے لئے قربانیاں دیں آئندہ بھی انشاء اللہ! دیتے رہیں گے دینی تعلیمات پوری انسانیت کی بقاء اور فلاح کی ضامن ہیں۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے اکابر اور مجلس عاملہ کے فیصلے کے مطابق منعقد ہونے والے ان پروگراموں کی وجہ سے الحمدللہ! ملک بھر میں بیداری کی لہر دوڑ گئی ہے اور ملک بھر کے اہل علم عملی طور پر اس بات کا اظہار کر رہے ہیں کہ وطن عزیز کو حقیقی طور پر ریاست مدینہ کا نمونہ بنانے والے یہی تعلیمی ادارے اور حضرت قاضی عبداللطیف جہلمی جیسے اہل علم کے ورثاء ہیں۔ ☆☆☆

سانحۂ ساہیوال... ایک لمحۂ فکریہ

مولانا قاری محمد حنیف جالندھری

ساہیوال کا دلخراش سانحہ اپنی نوعیت کا ایک ایسا سانحہ ہے جس نے ہر درددل رکھنے والے انسان کو دکھی کردیا ہے......ایسا سانحہ جس کا خیال آتے ہی آنکھیں نم ہوجاتی ہیں...... ایسا سانحہ جس میں زندہ بچ جانے والی بچیوں اور بچوں کی تصاویر دیکھ کر اپنے بچوں کی صورتیں نظروں کے سامنے گردش کرنے لگتی ہیں...... ایسا سانحہ جس نے دنیا بھر میں پاکستان کو تماشا بنا کر رکھ دیا...... سنگدلی کی ایسی واردات جس پر انسان شرم سے پانی پانی ہو جاتا ہے...... نہ درد وغم کے اظہار کے الفاظ ملتے ہیں...... نہ تسلی کے کلمات سمجھ آتے ہیں...... کئی دنوں سے اس سانحہ پر کچھ لکھنے کا سوچ رہا ہوں لیکن جب قلم کاغذ میں لیتا ہوں تو ہمت جواب دے جاتی ہے۔

ستم بالائے ستم یہ کہ یہ کوئی پہلا واقعہ نہیں۔ اس واقعہ کی چونکہ ویڈیوز بن گئیں...... اس واقعہ میں بچے اور فیملی ساتھ تھی اور خوش قسمتی سے وہ بچے زندہ بچ گئے اس لئے اس واقعہ نے سب کی توجہ حاصل کرلی ورنہ ہزاروں ایسے لوگ ہیں جنہیں جعلی مقابلوں کے نام پر موت کے گھاٹ اتار دیا گیا، کتنے ایسے گھرانے ہیں جن کے چراغ گل کردیئے گئے لیکن نہ کوئی صدائے احتجاج بلند ہوئی نہ کوئی تحقیق وتفتیش ہوئی......خون خاک نشیاں تھا رزق خاک ہوا۔

> آج ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت، عسکری ادارے، پولیس، سی ٹی ڈی، اپوزیشن، مذہبی جماعتیں اور زندگی کے تمام شعبوں کے وابستگان کوئی ایسا ضابطہ اخلاق تشکیل دیں جس کے ذریعے ملکی سلامتی کا تحفظ بھی یقینی بنایا جاسکے......دہشت گردی کا قلع قمع بھی کیا جاسکے...... جرائم پیشہ عناصر کو بھی کوئی رعایت نہ ملے...... کسی کو بیرونی قوتوں کا آلہ کار بننے کی چھوٹ نہ ملے لیکن اس کے ساتھ ساتھ بے گناہ لوگوں کی زندگیاں، عزتیں اور ساکھ بھی کسی خطرے سے دوچار نہ ہو

اس میں دورائے نہیں کہ اگر کوئی شخص کسی بھی قسم کی منفی سرگرمیوں میں ملوث ہے، دہشت گردانہ کارروائیوں کا حصہ ہے، کسی ملک دشمن نیٹ ورک سے تعلق رکھتا ہے تو اسے سزا ملنی چاہیے کڑی سزا ملنی چاہیے لیکن کسی ثبوت کے بغیر، کسی قسم کی عدالتی کارروائی کے بغیر، جرم ثابت کیے بنا جعلی پولیس مقابلے کرکے لوگوں کو مار ڈالنا مہینوں مہینوں لاپتہ رکھنا ایسا جرم ہے کہ جس کا تصور کرکے ہی انسانیت سرپیٹ کر رہ جاتی ہے......

بدقسمتی سے یہ اندھیر نگری عرصے سے جاری ہے...... ساہیوال کے سانحہ کے بعد قومی سلامتی کے اداروں اور زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والوں کو یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ یہ اندھیر نگری اب ہر قیمت پر ختم ہونی چاہیے......ظلم وجبر کا یہ انداز کسی طور پر ملک وملت کے حق میں نہیں...... یہ ملکی سلامتی کی ضمانت نہیں بلکہ ملک کو عدم استحکام سے دوچار کرنے کی سازش ہے...... یہ انداز ملک کے بہتر اور محفوظ مستقبل کا عنوان نہیں بلکہ لوگوں کو بغاوت اور سرکشی پر اکسانے کا سبب ہے...... سی ٹی ڈی ہو یا قومی سلامتی کے دیگر ادارے...... ان اداروں اور عوام کے درمیان عدم اعتماد، دوریوں کی خلیج اور نفرتوں کی دیواروں کا کھڑا ہونا بہت بڑا المیہ ہے، جس کے بطن سے کئی کئی سانحات جنم لیتے ہیں جن میں سے بہت سے ہم بھگت چکے اور مزید ایسے کسی سانحے کے متحمل نہیں۔ بقول شاعر

محبت گولیوں سے بو رہے ہو
وطن کا چہرہ خوں سے دھو رہے ہو
گماں تم کو کہ رستہ کٹ رہا ہے
یقیں مجھ کو کہ منزل کھو رہے ہو

اس لئے جس قدر جلدی ہو سکے اداروں پر

عوام الناس کا اعتماد بحال کرنے کی ضرورت ہے اور لوگوں میں اس وقت عدم تحفظ اور خاص طور پر اداروں کے بارے میں شکوک وشبہات اور گلے شکووں کی جو فضا پیدا ہوگئی ہے اسے ختم کرنے کی ضرورت ہے۔

ہم مذہبی لوگ، مساجد ومدارس سے تعلق رکھنے والے اور ڈاڑھی پگڑی والے عرصے سے ساہیوال جیسے سانحات کا شکار ہورہے ہیں اور کوئی ہفتہ ایسا نہیں گزرتا جب ملک کے مختلف علاقوں سے ہمیں ایسی اطلاعات اور شکایات موصول نہ ہوتی ہوں۔ ساہیوال جیسے سانحات کا شکار ہونے والوں کو جن کا سامنا کرنا پڑتا ہے...... کسی کا بچہ لاپتہ ہوگیا...... کسی کے عزیز کو جعلی مقابلے میں مار دیا گیا...... کسی کو گمنام نمبر سے کال آئی اور راہنے فلاں عزیز کی گولیوں سے چھلنی نعش وصول کرنے کا کہہ دیا گیا...... جو مار دیئے جاتے ہیں وہ تو چلو غم زندگی سے ہی نجات پاتے ہیں لیکن یہاں المیہ یہ ہے کہ سی ٹی ڈی طرز کے اداروں میں تعینات ہونے والے اہلکار بعض اوقات رشوت کے لئے ...... گاہے مسلکی اور فرقہ وارانہ اختلاف کی بنیاد پر اور کبھی کسی اور وجہ سے لوگوں کا جینا دوبھر کردیتے ہیں...... ان کے نام فورتھ شیڈیول میں ڈال دیتے ہیں...... ابھی حال ہی میں ہمارے اسلام آباد میں مقیم ایک دوست جو ملک وملت کی خدمت میں پیش پیش رہتے ہیں محض بارلیش ہونے کے جرم میں جائیداد وزمین کے تنازعہ اور مالی لین دین کی بنیاد پر ان کا نام فورتھ شیڈیول میں ڈال دیا گیا۔ اسی طرح کتنے مدارس ایسے ہیں جن پر محض اس لئے چھاپے مارے جاتے ہیں کہ اہل علاقہ کی نظروں میں انہیں مشکوک ثابت کیا جائے، ان پر لوگوں کا جو اعتماد ہے اسے مجروح کیا جائے، کئی شخصیات کے خلاف محض اس لئے پرچے درج کئے جاتے ہیں اور دیگر انتقامی کارروائیاں کی جاتی ہیں تاکہ ان کی ساکھ کو نقصان پہنچایا جاسکے...... یہ ایک ایسا معاملہ ہے اور ایسا مسئلہ ہے جس کا ہر پہلو افسوسناک ...... جس کی ہر داستان دلخراش ...... جس سے جڑی ہر واردات قابل مذمت ہے۔

سانحہ ساہیوال کے بعد جو چیز سب سے زیادہ درد والم اور دکھ درد کا باعث بنی وہ حکومتی طرز عمل ہے۔ ایک طرف بعض وزیر جھوٹی پریس کانفرنسیں کررہے ہیں ...... مضحکہ خیز الزامات لگارہے ہیں ...... مقتولین کا داعش اور دہشت گردی سے تعلق جوڑنے کی کوشش کررہے ہیں اور دوسری طرف متاثرین کو امدادی رقوم دی جارہی ہیں...... ان بچوں کو جن کے سامنے ان کے ماں باپ کو گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا ان کو پھولوں کے گل دستے پیش کرکے ان کے زخموں پر نمک پاشی کی جارہی ہے...... ہر وزیر کا بیان دوسرے سے جدا ہے...... سی ٹی ڈی والے سارا ملبہ آئی ایس آئی پر ڈال کر اپنی جان چھڑانا چاہتے ہیں...... صدر اور وزیراعظم اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنے کے بجائے روایتی ردعمل دینے سے کام لے رہے ہیں اور محض صدمے کا اظہار کرکے جان چھڑانا چاہتے ہیں......

ساہیوال کے سانحہ نے یہ بات ثابت کردی ہے کہ اگر اس معاملے کو اب بھی سنجیدگی سے نہ لیا گیا...... عدل وانصاف اور قانون کی بالادستی کو یقینی نہ بنایا گیا...... آئے روز عوام الناس اور اداروں کے درمیان بڑھتی ہوئی دوریوں کو کم کرنے کی کوشش نہ کی گئی...... جزاوسزا کا متوازن نظام نہ تشکیل دیا گیا...... کسی بھی قسم کی وردی والوں اور کسی بھی عہدے پر فائز لوگوں کے احتساب کا کوئی پیمانہ نہ بنا تو ہم ہر گزرتے دن کے ساتھ جن شدید خطرات سے دوچار ہوجائیں گے ہم ان کا تصور تک نہیں کرسکتے...... اس لئے آج ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت، عسکری ادارے، پولیس، سی ٹی ڈی، اپوزیشن، مذہبی جماعتیں اور زندگی کے تمام شعبوں کے وابستگان کوئی ایسا ضابطہ اخلاق تشکیل دیں جس کے ذریعے ملکی سلامتی کا تحفظ بھی یقینی بنایا جاسکے...... دہشت گردی کا قلع قمع بھی کیا جاسکے...... جرائم پیشہ عناصر کو بھی کوئی رعایت نہ ملے...... کسی کو بیرونی قوتوں کا آلہ کار بننے کی چھوٹ نہ ملے...... لیکن اس کے ساتھ ساتھ بے گناہ لوگوں کی زندگیاں، عزتیں اور ساکھ بھی کسی خطرے سے دوچار نہ ہو اور خوف وہراس، عدم تحفظ اور عدم اعتماد کی جو فضا ہے یہ بھی اعتماد، یکجہتی اور سکون میں تبدیل کی جاسکے۔☆☆

بیاد خادم العلماء والصلحاء الحاج مستقیم احمد پراچہ رحمۃ اللہ علیہ
ہفتہ وار اصلاحی بیان بعد عشاء
بروز ہفتہ
بروز منگل
بمقام دھنی جامع مسجد پاکستان چوک کراچی
مستورات کے سننے کا بھی انتظام ہے
الداعی الی الخیر شعبہ نشرواشاعت درس کمیٹی دھنی جامع مسجد پاکستان چوک
رابطہ 0300-2276606 0321-8730063

ختم نبوت اور مرزائی عقیدہ!

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کی تحقیقاتی عدالت میں مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ کا تحریری بیان

اسلام اور عیسویت:

اسلام کے سوا جتنے مذاہب ہیں وہ ادیان باطلہ ہیں۔ ان کے پیروؤں کو اختیار ہے کہ اپنے مذہب کو پرائیویٹ اور شخصی معاملہ کہیں۔ خاص کر آج کل کے اہل مغرب کا مذہب عیسوی، جس کو اس کے پیروؤں نے ملکی سیاسیات اور قومی معاملات سے باہر نکال پھینک دیا ہے۔ پھر تحریف شدہ عیسویت کہ جس میں دو چار حواریوں کے نقل کردہ چند مواعظ اور حکایات کے سوا کوئی ایسی تعلیم ہی نہیں جو تمدن وسیاست ملکی اور دوسرے شعبہ جات زندگی پر حاوی ہو۔ ایسے مذہب کے نام سے پوپ کی حکومت، واقعی نہ حکومت کہلانے کی مستحق تھی نہ ترقی کی ضامن۔ برخلاف اس کے کہ اسلام تمام آسمانی مذاہب کا نچوڑ، اللہ تعالیٰ کی آخری ہدایت اور ساری دنیا کے لئے رب العالمین کا جامع ومانع اور کامل ومکمل دستور حیات ہے جو تمام شعبہ جات زندگی کے لئے بہترین اصول اور تمام ضروریات انسانی پر حاوی قوانین کا مجموعہ ہے۔ اسلام کے عقائد حقہ، اخلاق فاضلہ اور اعمال صالحہ سے فلاح دارین وابستہ ہے جو دین اسلام کو چھوڑ کر کہیں بھی میسر نہیں آسکتی۔ ”اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ“ (آل عمران:۱۹) ”وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ۔“ (آل عمران:۸۵) اس کے حامل نے خیر القرون میں انفرادی اور اجتماعی دونوں طریقوں سے اس پر عمل کر کے نمونہ بتایا اور خلفاء راشدین نے یہ ثابت کر دیا کہ اسلام ہی انسانی اخوت کا حامل اور عادلانہ نظام کی اہلیت رکھتا ہے۔

انسانی راہنمائی کی تکمیل:

اسلام انسانی راہنمائی کا معراج کمال ہے۔ راہنمائی کا یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر انسانیت کی ترقی کے ساتھ ساتھ ترقی کرتے کرتے اور ہزاروں پیغمبروں کے زمانہ میں اصلی دین وعقائد کے بقاء اور امکنہ وازمنہ کے احوال وضروریات کے مطابق فروعی احکام شریعت کی تبدیلی کے بعد یہاں تک پہنچا۔ ہر ابتداء کی انتہاء ہوتی ہے۔ جب انسانیت بلوغ کو پہنچی زمین کے اکثر حصص آباد ہونے لگے۔ خبر رسانی نقل وحمل اور آمدورفت کے ذرائع میں توسیع ہوگئی۔ عقل انسانی میں پختگی کے آثار دکھنے لگے اور روحانی قویٰ وارواح میں زیادہ سے زیادہ فیضان لینے اور دینے کی استعداد پیدا ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے جس کی رحیمانہ وکریمانہ دست گیری کے بغیر انسان دینوی نظام کی بہتر تکمیل اور حیات جاودانی کی شاہراہ کا صحیح یقین نہیں کر سکتا تھا، ارسال رسل، انزال کتب اور وحی کا وہ سلسلہ جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع کر رکھا تھا۔ آخری اور بہترین صورت میں بھیج کر راہنمائی کی تکمیل فرمادی۔

امام الانبیاء کی آمد:

اعلان کر دیا گیا کہ وہ امام الانبیاء آگیا جس پر ایمان لانے اور جس کی مدد کرنے کا عہد تمام انبیاء سے لیا گیا ہے:

”وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ۔“ (آل عمران:۸۱) ثم کے لفظ نے بتایا کہ اس امام الانبیاء کو سب نبیوں کے بعد آنا تھا۔ چنانچہ اس کی تصریح فرمادی گئی۔

خاتم النبیین کا اعزاز:

”مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ۔“ (الاحزاب:۴۰) کہ آپ ﷺ نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں یا آپ ﷺ کی تشریف آوری نے اب نبیوں پر مہر لگادی اور کسی نبی کا اس فہرست میں داخلہ اور اضافہ بند ہوگیا۔ کیونکہ مقصد کی تکمیل ہوگئی۔

تکمیل دین کا اعلان:

اور فیصلہ ہوگیا:

”اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ۔“ (المائدۃ:۳) ”آج سے تمہارا دین ہم نے مکمل کر دیا اور نعمت تم پر مکمل کر دی۔“

اہل عالم کو دعوت:

اور حکم ہوا کہ تمام بنی نوع انسان کو بتادو کہ میں تم سب کے لئے آیا ہوں: ''اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعاً'' (الاعراف:۱۵۸) اے لوگو! میں تم سب کی طرف مبعوث ہوا۔ کسی خاص قوم وملک کے لئے نہیں، جیسے پہلے پیغمبر ہوتے تھے بلکہ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے تاکیدی الفاظ کے ساتھ اعلان فرمادیا: ''وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا'' (سبا:۲۸) ترجمہ: ''ہم نے یقینی طور پر آپ کو تمام انسانوں کے لئے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے۔''

خدائے برتر کی محبت کی صرف ایک صورت:

پھر آپ ﷺ کو حکم ہوا کہ اعلان کردو کہ اب خدا تک پہنچنے کے لئے اور کوئی راستہ نہیں۔ سوائے اس کے کہ میرا اتباع کرو: ''قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ'' (آل عمران:۳۱) ترجمہ: ''اگر تم خدا کی محبت چاہتے ہو تو میرے پیچھے چلو، خدا کے محبوب ہوجاؤ گے۔'' اللہ تعالیٰ کی محبوبیت، آپ ﷺ کے اتباع میں منحصر کردی۔ کیونکہ اب کسی اور کو نہ آنا تھا نہ ضرورت تھی۔ اس طرح کی سو(۱۰۰) آیتوں کا ذکر فرمادیا گیا۔ جس کی تفصیل حضرت مولانا محمد شفیع صاحبؒ کی کتاب ختم النبوۃ فی القرآن میں موجود ہے۔

قرآن کی تفسیر رسول ﷺ کی زبانی:

قرآن کی ان آیات کی وضاحت آنحضرت ﷺ کی دوسو احادیث سے ہوتی ہے جن کو مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے ''ختم النبوۃ فی الحدیث'' میں جمع کیا ہے۔ یہاں چند درج کی جاتی ہیں۔

۱...... **پہلی حدیث:** آپ ﷺ حضرت علی ؓ سے فرماتے ہیں کہ تمہاری نسبت مجھ سے ایسی ہے جیسے ہارون علیہ السلام کی موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔ لیکن اتنا فرق ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔

۲...... **دوسری حدیث:** اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ؓ ہوتے۔

۳...... **تیسری حدیث:** بنی اسرائیل کا انتظام ان کے نبی کرتے تھے۔ ایک فوت ہوا اور دوسرا آگیا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ البتہ خلفاء ہوں گے۔

۴...... **چوتھی حدیث:** یہ کہ میری اور اگلے انبیاء کی مثال ایک مکان کی ہے جو مکمل ہوگیا ہے۔ صرف ایک اینٹ کی جگہ باقی تھی۔ وہ آخری اینٹ میں ہوں (کسی اور اینٹ کی تو اب جگہ نہیں۔ خدا جانے مرزا قادیانی کو کہاں دھرا جائے گا۔ ممکن ہے مکان میں پاخانے کی ضرورت ہو)

۵...... **پانچویں حدیث:** میں اپنی خصوصیات بیان فرماتے ہوئے ارشاد ہے: ''وختم بی النبیون'' کہ میرے ساتھ انبیاء ختم کردیئے گئے۔

۶...... **چھٹی حدیث:** ''قد انقطعت النبوۃ والرسالۃ فلا نبی بعدی ولا رسول'' کہ نبوت اور رسالت بس ہوگئی۔ اب میرے بعد نہ کسی کو نبی بننا ہے نہ رسول۔

۷...... **ساتویں حدیث:** ''سیکون فی امتی ثلثون کذابون دجالون کلھم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی'' اس حدیث نے تو بعد کے مدعیان نبوت کی جڑ کاٹ کے رکھ دی۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ دیکھنا میری ہی امت میں تیس دجال وکذاب پیدا ہوں گے۔ ہر ایک نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ آپ ﷺ نے معجزانہ طور پر ارشاد فرمایا کہ یہ تیس دجال خود میری امت میں سے ہوں گے۔ اپنے کو امتی بھی کہیں گے۔ ان کی نشانی یہ ہوگی کہ وہ نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ گویا امتی نبی ہونے کا دعویٰ کرنے والا دجال ہے۔ (جیسا کہ مرزا قادیانی کرتا ہے) اس حدیث کو مرزا قادیانی نے تسلیم کیا ہے۔

اس میں آپ ﷺ نے خاتم النبیین کا معنی خود ہی لا نبی بعدی کردیا۔ جس کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ میرے بعد کسی قسم کا نبی نہیں ہوسکتا۔ (ظلی نہ بروزی، تشریعی نہ مجازی، امتی نہ تابعی نبی)

صحابہ ؓ اور تابعین کا فیصلہ:

حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے ختم النبوۃ فی الآثار میں سینکڑوں صحابہ کرام ؓ وغیرہم سے روایتیں نقل کرکے جمع فرمائی ہیں۔

امت کا عمل:

اور تمام امت محمدیہ کا عمل بھی یہی رہا۔ مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ اسود عنسی نے کیا تھا۔ نہ آنحضرت ﷺ نے ضرورت سمجھی نہ صحابہ ؓ نے کہا کہ ان سے پوچھیں کہ کیسی نبوت کا دعویٰ ہے۔ حالانکہ مسیلمہ کذاب آنحضرت ﷺ کو نبی مانتا اور صوم وصلوٰۃ کا پابند تھا۔ پھر وقت اتنا نازک تھا کہ آنحضرت ﷺ کی تازہ وفات ہوئی تھی۔ روم وایران کی بڑی بڑی سلطنتوں سے سخت خطرات تھے۔ اندرونی بغاوتوں اور منکرین زکوٰۃ سے نمٹ کر تمام دنیا میں اشاعت اسلام اور دعوت

حق کا فریضہ انجام دینا تھا۔ پھر مسیلمہ کذاب کے ساتھ چالیس ہزار فوج تھی۔ جس سے عربوں میں بے پناہ خانہ جنگی ہونے والی تھی۔

لیکن صدیق اکبرؓ اور صحابہ کرامؓ نے کسی مصلحت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس سے جہاد کیا اور موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس کے بعد کسی کو دعویٰ نبوت کی جرأت نہیں ہوئی اور کسی نے کسی زمانہ میں ایسا کیا تو کسی مسلمان حکومت نے نبی کے اقسام میں بحث نہیں کی اور نہ اس کو برداشت کیا۔ تمام امت کا یہ متفقہ عقیدہ رہا۔ اسی پر تمام علماء امت اور مفسرین کا اجماع ہے۔ حتیٰ کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی جب تک کہ اس کو نبوت کا شوق نہیں چرایا تھا نبوت کے دعویٰ کو کفر کہا ہے کہ ایک آدمی جو عرصہ سے الہام و وحی کا مدعی ہے وہ عقائد میں بھی تبدیلی کرتا ہے اور باوجود وحی الہام کی بارش کے وہ نبوت کو ختم مانتا ہے اور جب ذرا فضا ساز گار ہو جاتی ہے، یکدم وہ اجراء نبوت کا قائل اور خود نبی بن بیٹھتا ہے۔

نبی کا مفہوم:

نبی کا معنی عام طور پر صرف یہ ہے کہ وہ ایسا برگزیدہ انسان ہوتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے نامزد اور وحی کے ذریعہ مقرر اور مامور کرتا ہے۔ نبی اور رسول میں بھی فرق ہے اور خود قرآن نے بتایا ہے کہ:''وما ارسلنا من نبی ولا رسول اذا تمنی القی الشیطن فی امنیتہ''یہاں صفائی سے نبی اور رسول ہونے بتائے گئے ہیں۔ رسول صاحب شریعت وکتاب ہوتا ہے۔ لیکن نبی عام ہے۔ چاہے صاحب شریعت وکتاب ہو یا پہلی ہی شریعت کا تابع ہو۔ نبی عام ہے اور رسول خاص۔ بہرحال دونوں کو وحی کے ذریعہ انسانوں کی ہدایت کے لئے مامور کیا جاتا ہے۔

وحی کا مفہوم:

وحی کا عام معنی الہام کو بھی شامل ہے۔ لیکن اصطلاح میں اب وحی، وحی نبوت ہی کو کہتے ہیں۔ بہرحال الہام دل میں ایک بات ڈال دینے کا نام ہے۔ جیسے سب کے دل میں باتیں آتی ہیں۔ البتہ الہام جو من جانب اللہ ہو وہ صداقت اور قوت رکھتا ہے اور جتنی باطنی صفائی زیادہ ہو الہام زیادہ ہو سکتا ہے۔ لیکن ہر شکل یہ ایسا قطعی نہیں ہوتا جو دوسروں پر حجت ہو سکے اور اگر وہ شریعت کے خلاف ہے تو شیطانی سمجھا جائے گا۔ لیکن پیغمبر پر جو وحی نازل ہوتی ہے وہ شک وشبہ سے بالاتر ہوتی ہے۔ وہ خود حضرت جبرائیل علیہ السلام لاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:''قل من کان عدوا الجبرائیل فانه نزله علی قلبک باذن اللہ (البقرہ:۹۷)'' کہ جبرائیل نے یہ قرآن آپ کے قلب پر اللہ ہی کے حکم سے نازل کیا ہے (تو جبرائیل کی مخالفت کرنی اللہ کی مخالفت ہے)

دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے:''قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ'' (النحل:۱۰۲) کہہ دیجئے کہ اس کو روح القدس نے نازل کیا۔

تیسری جگہ ارشاد ہے:''نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ۝ عَلَى قَلْبِكَ'' (الشعراء:۱۹۳) کہ اس کو روح الامین نے آپ ﷺ کے قلب پر اتارا ہے۔ بہرحال قرآن پاک نے روح القدس، روح الامین اور جبرائیل تین ناموں سے جبرائیل کا ذکر فرمایا ہے۔ یہ قطعاً غلط ہے کہ پیغمبر کے پاس خود جبرائیل نہیں آتے۔ یہ قرآن پاک کی تردید ہے۔ غار حرا میں جبرائیل پہلی بار اصلی صورت میں تشریف لائے۔

اور قرآن میں ذکر ہے:''ولقد راه نزلة اخری''کہ اسے آپ نے دوسری بار سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا۔ بہرحال حدیثوں میں ہے کہ کبھی جبرائیل آپ ﷺ کے پاس ایک صحابی دحیہ کلبیؓ کی شکل میں آجاتے تھے اور بخاری شریف میں ہے کہ اکثر صلصلة الجرس (ٹلی کی آواز میں) پر آتی تھی۔ یہ سخت ہوتی تھی۔ آپ ﷺ پر پسینہ آجاتا۔ از خود رفتہ جیسے ہو جاتے۔ گویا کبھی جبرائیل علیہ السلام ملکیت سے انسیت کے جالے میں جاتے اور کبھی آنحضرت ﷺ بشریت سے ملکیت کی طرف کچھ قریب کر لئے جاتے۔ بہرحال جبرائیل علیہ السلام کو روح الامین کہا ہے۔

یہ وحی نبوت کسی محدث یا مجدد یا ولی پر نازل نہیں ہو سکتی۔ قرآن پاک نے صاف صاف ارشاد کیا ہے:''فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا ۝ إِلَّا مَنِ ارْتَضَى''(الجن:۲۶،۲۷) کہ اللہ اپنے غیب پر پورا دسترس کسی کو نہیں دیتا سوائے رسول کے۔ یہاں غیب سے مراد وحی قطعی کا غیب ہے۔ مرزا محمود رسول اور نبی کا معنی ایک بتاتا ہے۔ پھر یہاں تو غیر نبی کو اس بھید پر دسترس نہیں دی جا سکتی۔ خدا جانے اس نے وحی کو اتنا سستا کیوں کر دیا ہے۔ قرآن میں ہے:

''وَإِنَّ الشَّيٰطِينَ لَيُوحُونَ إِلَى أَوْلِيٰٓئِهِمْ''(الانعام:۱۲۱) کہ شیطان اپنے دوستوں کے پاس وحی کیا کرتے ہیں۔ یہ وحی شیطانی الہام ہیں۔

(جاری ہے)

۷ روزہ تحفظ ختم نبوت کورس، مانسہرہ

سیّد شجاعت علی شاہ، داتہ مانسہرہ

قادیانیوں کی نت نئی سازشوں، عالمی کفر کی قادیانیت نوازی اور سوشل میڈیا پر گمراہ کن مہم کے پیش نظر عوام الناس بالخصوص نوجوانوں کی تربیت اور ذہن سازی کے لئے صوبہ خیبر پختونخواہ کے امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جناب مفتی شہاب الدین پوپلزئی مدظلہ کے مشورہ سے امیر عالمی تحفظ ختم نبوت ضلع مانسہرہ جناب مفتی وقار الحق عثمان مدظلہ نے سات روزہ مختصر دورانیہ کے کورسوں کا پروگرام ترتیب دیا کورس پڑھانے کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کے مبلغ جناب مولانا محمد طیب صاحب کے علاوہ پشاور سے جناب مولانا عادل خورشید صاحب اور محمد حسن حقانی صاحب نے خصوصیت کے ساتھ شرکت فرمائی۔

جناب مولانا عادل خورشید صاحب نے محمد حسن حقانی صاحب کی معاونت سے ملٹی میڈیا کا استعمال کرکے شرکاء کورس کو کفریات وغلوات مرزا قادیانی سے آگاہی فراہم کرکے عقیدہ ختم نبوت، عقیدہ حیات حضرت عیسیٰؑ اور قادیانیوں سے بائیکاٹ کے عنوانات کو مفصل بیان فرمایا اور مولانا طیب صاحب نے اپنے بیانات میں حالات حاضرہ میں امت کی ذمہ داری، بائیکاٹ کی شرعی حیثیت اور قادیانیوں اور دوسرے کافروں کے فرق کو خصوصی موضوع بنایا اور مدلل گفتگو کے ذریعے عوام الناس کو اطمینان بخش تعلیم فراہم کی۔

کورس کے مدرسین حضرات ۱۲/ جنوری ۲۰۱۹ء بروز ہفتہ مانسہرہ تشریف لائے اور پہلا پروگرام بعد از نماز مغرب جامع مسجد بانڈہ لعل خان مانسہرہ میں منعقد ہوا۔ کورس کے آخر میں سامعین نے مختلف سوالات کئے بالخصوص قادیانیوں سے بائیکاٹ کے شافی جواب پر انتہائی اطمینان کا اظہار کیا گیا۔ مفتی وقار الحق عثمان صاحب کی دعا سے تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

مورخہ ۱۳/ جنوری ۲۰۱۹ء بروز اتوار بعد از نماز ظہر جامع مسجد حضرئی داتہ چوک میں کورس کا انعقاد ہوا۔ ہر تین حضرات نے اطمینان بخش گفتگو کے ذریعے سامعین کی تربیت فرمائی۔ اختتامی دعا مفتی صاحب نے فرمائی۔ کورس میں داتہ، ہریالہ، غازی کوٹ کے علاوہ علاقہ قلندر آباد سے بھی شرکاء شامل کورس ہوئے۔

بعد از نماز مغرب جامع مسجد پانو ڈھیری مانسہرہ میں پروگرام کا انعقاد ہوا۔

۱۴/ جنوری ۲۰۱۹ء کو صبح کی نماز کے بعد جامع مسجد ختم نبوت داتہ میں مولانا محمد طیب صاحب کا سیر حاصل درس قرآن ہوا۔ اسی دن بعد از نماز ظہر جامع مسجد امیر معاویہ محلہ ڈب مانسہرہ میں کورس کا انعقاد ہوا۔ شام کو بعد از نماز مغرب گاؤں دیگراں میں کورس پڑھایا گیا۔

۱۵/ جنوری ۲۰۱۹ء کو صبح کی نماز کے بعد جامع مسجد دیگراں میں جناب محمد طیب صاحب کا درس قرآن ہوا۔ اس روز بعد از نماز ظہر مدرسہ معہد القرآن الکریم محلہ ڈب مانسہرہ میں کورس کا انعقاد ہوا۔ جس میں محلہ کے نوجوانوں نے خصوصیت سے شرکت کی اور کورس کے بعد اطمینان کا اظہار کیا۔ بعد از نماز مغرب گاؤں پھگلہ کی مسجد میں کورس منعقد ہوا اہل علاقہ کی کافی تعداد اس کورس سے مستفید ہوئی۔

۱۶/ جنوری ۲۰۱۹ء کو گڑھی حبیب اللہ، سگدھار اور گردونواح کے نوجوانوں کو کورس میں شمولیت کے لئے مقامی اسکول کے حال میں جمع کیا گیا۔ دن دس بجے مولانا طیب صاحب کے پرمغز اور مدلل بیان سے کورس کی ابتدا ہوئی بعد میں جناب عادل خورشید صاحب نے محمد حسن حقانی صاحب کی معاونت سے مخصوص انداز میں ملٹی میڈیا کے ذریعے حاضرین وسامعین کی خوب تربیت اور ذہن سازی فرمائی۔ مفتی وقار الحق صاحب کی دعا سے پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ بعد اس نماز ظہر جامع مسجد گڑھی حبیب اللہ میں ختم نبوت اور ہماری ذمہ داری کے عنوان سے مختصر بیان ہوا۔ اگلے دن صبح کی نماز کے بعد جامع مسجد سگدھار میں جناب مولانا طیب صاحب کا تفصیلی درس قرآن ہوا۔

(باقی صفحہ ۲۷ پر)

مولانا محمد احمد بہاولپوریؒ کی رحلت

مولانا سیّد محمد زین العابدین

۲۶ر جنوری ۲۰۱۹ء مطابق ۱۹ر جمادی الاولیٰ ۱۴۴۰ھ، بروز ہفتہ، صبح کے وقت دعوت و تبلیغ کے عالمی رہنما حضرت مولانا محمد احمد بہاولپوریؒ کے انتقال کی خبر تبلیغی اور علمی حلقوں میں غم و افسوس کے ساتھ سنی گئی۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون!

مولانا محمد احمد بہاولپوریؒ موجودہ وقت میں اونچی نسبتوں کے حامل، چند ایک باقی رہ جانے والے سینئر بزرگوں میں سے ایک تھے، اور میرے خیال میں حاجی عبدالوہاب صاحبؒ کے بعد مولانا بہاولپوریؒ شاید تبلیغی حلقہ میں آخری بزرگ تھے، جنہوں نے مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ کی صحبت اٹھائی تھی، مولاناؒ بڑی اونچی نسبتیں رکھتے تھے، مولاناؒ کے والد مفتی فاروق احمد صاحبؒ دارالعلوم دیوبند کے صدر مفتی تھے، اُن کا حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، دارالعلوم دیوبند اور جامعہ مظاہر علوم سہارنپور سے خاص تعلق تھا، اسی تعلق کے سبب بنگلہ والی مسجد نظام الدین دہلی میں حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ کے پاس بھی آنا جانا رہتا تھا، اس طرح بچپن ہی سے مولانا محمد احمد بہاولپوریؒ کو مولانا محمد الیاسؒ اور دعوت و تبلیغ سے خاص تعلق پیدا ہوگیا تھا، چناں چہ مولانا بہاولپوریؒ کے صاحب زادے مولانا علی احمد لکھتے ہیں:۔

’’حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ نے دادا جان (حضرت مفتی فاروق احمدؒ) کی درخواست پر تقریباً آدھا گھنٹہ حضرت والد ماجد (مولانا محمد احمد بہاولپوری) کے لئے خصوصی دعا فرمائی۔‘‘

جب کہ مولانا بہاولپوریؒ کے دادا حضرت مولانا صدیق احمدؒ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کے سگے چچا زاد بھائی اور ان کے ہم عصر تھے اور عجیب اتفاق ہے کہ دونوں حضرات (مولانا صدیق احمدؒ اور مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ) نے اکٹھے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے بیعت کی اور اکٹھے ہی مجاز ہوئے۔ (بروایت مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ)۔ مولانا بہاولپوریؒ کے خاندان کی ایک اور معروف شخصیت مولانا محمد میاں منصور انصاریؒ بھی ہیں، یہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے نواسے ہیں، حضرت شیخ الہندؒ کی نگرانی میں ان کے جن شاگردوں نے تحریک آزادی و ریشمی رومال وغیرہ میں بے پناہ قربانیاں دیں، ان میں مولانا منصور انصاریؒ ایک بڑا نام ہے۔ مولانا انصاریؒ بھی مولانا صدیق احمدؒ کے چچا زاد بھائی تھے۔ الغرض مولانا محمد احمد صاحب بہاولپوریؒ ایسی عظیم نسبتوں والے خاندان میں ۱۹۲۶ء میں مفتی فاروق احمد صاحبؒ کے گھر میں پیدا ہوئے، مولانا محمد احمد صاحبؒ کا سلسلۂ نسب جلیل القدر صحابی حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے جاملتا ہے، فارسی اور عربی کی ابتدائی تعلیم کی تحصیل مروجہ طریق پر اپنے والد گرامی سے شروع کی، پھر جامعہ اسلامیہ عباسیہ بہاولپور تشریف لے گئے اور وہاں مختلف کتابیں مختلف اساتذہ سے پڑھیں، ۱۹۴۱ء میں دورۂ حدیث کے لئے دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اور وہاں ایک سال زیر تعلیم رہ کر صحاح ستہ کی کتابیں شیخ الاسلام حضرت حسین احمد مدنیؒ، مولانا محمد اعزاز علی امروہویؒ، مولانا محمد ابراہیم بلیاویؒ اور مولانا فخر الدین مراد آبادیؒ سے پڑھیں، حضرت مدنیؒ سے اسباق چند ہی دن پڑھے تھے کہ تحریک آزادی کے سلسلہ میں مولانا مدنیؒ نینی تال جیل میں نظر بند ہوگئے تھے، یہ ۱۹۴۱-۱۹۴۲ء کا درمیانی عرصہ تھا، آپ دار العلوم دیوبند سے ۱۹۴۲ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ آپ کے دورۂ حدیث کے ساتھیوں میں سے ہیں۔ تعلیم کے حصول سے فراغت کے بعد آپ ۱۹۴۵ء میں جامعہ عباسیہ بہاولپور میں مدرّس مقرر ہوئے اور مسلسل ۱۹۸۲ء تک پڑھاتے رہے۔

مولانا محمد احمد بہاولپوری صاحبؒ کا پہلا تبلیغی سفر ۱۹۵۰ء میں ہوا، اس سفر میں آپ بحرین تشریف لے گئے اور دعوت و تبلیغ کا کام کیا، اسی سفر سے آپ نے پابندی کے ساتھ سفر کے حالات و واقعات اور بیرون ملکوں کی کارگزاری پر مشتمل خطوط بڑے اہتمام سے اپنے والد ماجد کو بھیجنا شروع کیے، والد کے انتقال کے بعد اپنے بچوں کو خطوط بھیجتے رہے، یہ تمام خطوط ۱۹۹۷ء تک ہر سفر میں بھیجے جاتے رہے، ظاہر ہے تاریخی اور دینی حوالہ سے ان خطوط کی بڑی اہمیت تھی،

چناں چہ آپ کے ہونہار صاحب زادے مولانا علی احمد صاحب نے ۲۰۰۳ء میں ان خطوط کو مرتب کرکے ۸۶ صفحات کی کتابی شکل میں شائع کیا۔

مولانا محمد احمد صاحبؒ نے اصلاحی تعلق قائم کرنے کے لئے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ کا دامن سلوک تھاما اور حضرت شیخ ہی سے آپ کو خلافت بھی ملی، حضرت شیخ کے خلفاء کی فہرست میں ابتدا ہی میں آپ کا نام موجود ہے، شیخ بھی آپ سے بڑی محبت فرماتے تھے، اور اونچی نسبتوں کی وجہ سے احترام بھی، بلکہ صرف حضرت شیخ ہی کیا، دعوت وتبلیغ کے امیر ثانی حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ اور امیر ثالث مولانا انعام الحسن کاندھلویؒ سب ہی حضرات آپ کو قدر واہمیت سے دیکھتے تھے، لیکن دیکھنے والوں نے مولانا محمد احمد صاحبؒ کی یہ قابل قدر صفت بھی دیکھی کہ ان سب نسبتوں کے باوجود کبھی انہوں نے اپنے آپ کو بڑا بنا کر پیش نہیں کیا، اور نہ ہی اپنے روزمرہ کے اور بڑے بڑے اجتماعات کے بیانات میں ان نسبتوں کو بیان کرکے اپنے آپ کو ’’مصنوعی بزرگ‘‘ بنانے کی کوشش کی، بلکہ وہ ہمیشہ ایسی مصنوعی چیزوں اور دنیوی جھمیلوں سے دُور ہی رہے، ان کے نزدیک کام اور محنت و جدوجہد کی اہمیت تھی۔

وہ ایک عرصہ سے دعوت وتبلیغ کے صف اوّل کے بزرگوں میں تھے، ہر اجتماع چاہے وہ رائے ونڈ کا عالمی اجتماع ہو یا بیرون ملکوں کے اجتماعات: جس میں وہ موجود ہوتے، مغرب کے بعد کا کلیدی اور مرکزی بیان انہی کا ہوتا، مولانا محمد احمد صاحبؒ نے اپنا اوڑھنا بچھونا، حیات اور ممات، صحت اور مرض، سفر اور حضر غرض زندگی کے ہر شعبہ کو تبلیغی کام پر نثار کردیا تھا، وہ حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحبؒ کے زمانہ سے پورے عالم میں تبلیغی فکر کے لئے پھرے، نصف صدی سے زائد کے مسلسل تبلیغی اسفار، تجربات تبلیغ اور پوری دنیا کے مسلمانوں کے حالات کے دیکھنے نے آپ کو بعض آرا پر مجبور کیا تھا، مولاناؒ دعوت وتبلیغ کی محنت کا اپنے ذہن میں ایک خاص نقطہ نظر رکھتے تھے، اور وہ دعوت کی حجت تام کئے بغیر اگلے مرحلہ میں قدم رکھنے کو مناسب خیال نہیں کرتے تھے، اور اصول وضابطوں کے ساتھ اپنی گفتگو کو قرآن وحدیث سے مدلل کرکے پیش کیا کرتے تھے، ممکن ہے ان کے مؤقف سے بعض لوگوں کو اختلاف بھی ہو، لیکن یہ حقیقت ہے کہ ان کی گفتگو سن کر بہت سے اور بڑے بڑے علما اطمینان کا اظہار بھی کیا کرتے تھے، ان کی بہت سی باتوں کی تائید بعد کے حالات سے بھی ہوجاتی تھی، بہرحال! ان سب باتوں کے باوجود وہ یہ سب گفتگو اخلاص اور خیر خواہی کی بنیاد پر ہی کیا کرتے تھے، ان کی اس گفتگو میں ان کا کوئی دنیوی مفاد پوشیدہ نہیں تھا، بس ایک زاویہ نظر اور سوچ و فکر تھی، جو ظاہری حالات کو دیکھ کر اور امت مسلمہ کے موجودہ حالات پر کڑھ کر وہ اخلاص وغم و درد کے ساتھ کہہ دیتے تھے، اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت فرمائے!

تبلیغی جماعت کے اندر بھی مولاناؒ کی اصول پسندی مشہور تھی، چناں چہ وہ کئی تبلیغی اُمور پر بھی برملا اختلاف کا اظہار فرمادیا کرتے تھے، اور جس چیز پر شرح صدر نہ ہوتا، اس پر خود عمل پیرا نہ ہوتے تھے، مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ نے بیان کا بھی ایک خاص انداز عطا فرمایا تھا، آواز بڑی رعب دار تھی، تبلیغی اجتماعات میں جب بعد مغرب ان کا بیان شروع ہوتا تو یک دم پورے مجمع میں سناٹا ہی چھا جاتا، مولاناؒ نپی تلی اپنے مخصوص انداز میں گفتگو کرتے، دورانِ بیان اگر کسی کو کوئی بے اصولی کرتے دیکھ لیتے، بر سر منبر ہی جھاڑ دیتے اور بہت ہی سخت انداز میں بروقت ہی اس کی کھنچائی ہوجاتی، تشکیل کے وقت جب مجمع اٹھنے لگتا تو انتہائی سخت انداز میں ان کو وعیدیں سنادیتے، الغرض! تبلیغی بزرگوں میں مولانا ایک انفرادی شان رکھتے تھے، جس کا اظہار ان کے چہرے بشرے سے بھی ہوجاتا تھا، لیکن یہ بھی واقعہ ہے کہ وہ جس طرح عمومی مجمع میں سخت نظر آتے، انفرادی ملاقاتوں میں وہ اتنے ہی نرم تھے، کئی دوستوں کو اس کا مشاہدہ ہوا۔

آج ان کے انتقال کی خبر پر ایسا محسوس ہوا کہ تبلیغی جماعت کے سینئر بزرگوں کی لڑی شاید ٹوٹ گئی ہے، ابھی ڈھائی ماہ پہلے ہی حاجی عبدالوہاب صاحبؒ کا انتقال ہوا تھا، ان کے دس دن بعد مولانا محمد جمیل صاحبؒ سفر آخرت پر روانہ ہوئے تھے، اس کے اگلے دن بھائی اسحاق پٹیل صاحبؒ کی رحلت ہوئی، اب مولانا محمد احمد صاحب بہاولپوریؒ بھی عقبیٰ کے سفر کو چلے گئے، یہ دنیا فنا ہی فنا ہے، جو آیا جانے ہی کے لئے آیا، لیکن یہ حقیقت ہے کہ موجودہ وقت میں ایسے چار سینئر بزرگوں کی یکے بعد دیگرے رحلت تبلیغی جماعت کے لئے بڑا حادثہ ہے، جماعت اس وقت بہت ہی نازک حالات سے گزر رہی ہے، اللہ تعالیٰ جماعت کی قیادت کو سنبھل کر اتحاد واتفاق سے چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے والا بنائے۔ آمین! ☆☆

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی پروگرامز

جامعہ قاسمیہ رحمٰن پورہ لاہور: جس کی بنیاد ۱۹۶۱ء میں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی سرپرستی میں استاذ العلماء حضرت مولانا شاہ محمد دامت برکاتہم نے رکھی۔ حضرت موصوف امام اہلسنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ کے مسترشدین میں ہیں۔ اسی اور نوے سال کے درمیان آپ کی عمر مبارک ہے۔ آپ ایک جرأت منداور بہادر عالم دین ہیں۔ ساری زندگی قال اللہ وقال اللہ کی تعلیم وتعلم اور تدریس میں گزری۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے میرے زمانہ تبلیغ کے دوران کے سرپرستوں میں رہے اور اب بھی ہیں۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، نیز جامعہ کے قریب اہل رفض کا ایک مرکز بھی ہے۔ انتظامیہ پورے ملک میں باطل کی خوب سرپرستی کرتی ہے، یہاں بھی یہی معاملہ ہے۔

جون ۱۹۹۰ء میں جامع مسجد عائشہ لاہوری گروپ کے قبضہ سے واگزار ہوئی ۱۹۹۰ء سے اب تک جب بھی مسجد عائشہ اور دفتر ختم نبوت مسلم ٹاؤن پر کبھی مشکل وقت آیا۔ آپ نے اور آپ کے جامعہ کے باہمت نوجوانوں نے مسجد کو آفات سے نکالنے کے لئے بھرپور تعاون کیا۔ اب علالت کی زندگی گزار رہے ہیں۔ بندہ جب بھی کبھی آپ کے جامعہ میں جمعہ کے لئے گیا، دور سے نظر پڑتے ہی فرماتے کہ لو بھائی اب ختم نبوت والے آگئے۔ ختم نبوت تو ہم سب کی ہے، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب کے ہیں، لہٰذا ختم نبوت بھی ہم سب کی ہے۔ یکم جنوری کو جامعہ قاسمیہ میں ساڑھے گیارہ سے سوا بارہ بجے تک راقم نے ختم نبوت کی اہمیت پر تقریباً پون گھنٹہ بیان کیا۔ جامعہ کے اساتذہ کرام نے راقم کو اپنی سرپرستی سے سرفراز فرمایا۔ اللہ پاک انہیں جزائے خیر سے نوازیں۔

مدرسہ امدادالعلوم رحمٰن پورہ: مدرسہ کی بنیاد معروف جسمانی معالج ڈاکٹر بشیر احمد ریاضؒ نے ۱۹۸۴ء میں رکھی اور ایسے ہی مسجد کی بھی، مذکور کا اصلاحی تعلق شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ سے تھا۔ حضرت شیخ کی وفات کے بعد حضرت شیخ کے خلیفہ حضرت صوفی محمد اقبالؒ سے قائم کیا اور خلافت سے سرفراز کیے گئے۔

حضرت ڈاکٹر صاحبؒ نے رحمٰن پورہ لاہور میں کلینک بنایا اور کلینک کی پیشانی پر بورڈ لکھ کر لگایا کہ خواتین اوڑھنی صحیح کر کے تشریف لائیں، اللہ پاک نے مرحوم کے ہاتھ میں شفاء رکھی تھی۔ ہزاروں مریضوں کو تندرستی نصیب ہوئی تو انہوں نے سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے نام کی نسبت سے مدرسہ اور خانقاہ کا نام ”امدادالعلوم“ رکھا۔

۱۸؍ ذوالحجہ ۱۴۲۷ھ مطابق ۲۸؍ اپریل ۱۹۹۷ء کسی شقی القلب نے ہزاروں افراد کے جسمانی و روحانی معالج کو شہید کردیا۔ اس وقت مدرسہ کا انتظام آپ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا مفتی محمد عثمان سلمہ نے سنبھالا ہوا ہے، درجہ خاصہ تک اسباق ہوتے ہیں۔

۳۰؍ دسمبر ظہر کی نماز کے بعد مدرسہ کی مسجد میں تقریب منعقد ہوئی۔ تلاوت ونعت کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے راہنما مولانا قاری عبدالعزیز اور محمد اسماعیل شجاع آبادی (راقم) کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور رفع ونزول پر بیانات ہوئے، بعد میں پروگرام میں شریک ہونے والے علماء کرام کو ظہرانہ دیا گیا۔

جامعۃ الازہر، لاہور: مولانا مفتی ظہیر احمد شاہ جامعہ اشرفیہ لاہور کے فاضل اور روحانی معالج ہیں۔ روزانہ سینکڑوں کی تعداد میں مریض ان کے ہاں حاضر ہوتے ہیں۔ خواتین اور مردوں کے لئے علیحدہ حضرات وخواتین ان کی امراض کی تشخیص کرتے ہیں اور انہیں مختلف امراض کے دم سے نوازا جاتا ہے۔ مولانا مہمند ایجنسی سے تعلق رکھتے ہیں، بہت ہی ملنسار اور بااخلاق عالم دین اور روحانی معالج ہیں۔ جامعہ ازہر کے نام سے ادارہ قائم کیا ہے، جس میں بنین وبنات میں ایک ہزار کے قریب طلبا وطالبات زیر تعلیم ہیں۔ ۳۰؍ دسمبر مغرب کی نماز کے بعد (راقم) محمد اسماعیل نے ختم نبوت اور ناموس رسالت کے عنوان پر خطاب کیا، جس میں سینکڑوں طلبا اور عوام نے شرکت کی۔ پیر رضوان نفیس، مولانا عبدالنعیم، میاں نعیم احمد، ذیشان کی رفاقت میسر رہی۔

جامعہ احیاء العلوم، بندروڈ: جامعہ کے بانی

مولانا عبدالقیوم نیازی مدظلہ ہیں۔ موصوف بنیادی طور پر موسیٰ خیل میانوالی کے رہنے والے ہیں۔ ایک عرصہ سے لاہور میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ ۳۰ دسمبر قبل از ظہر ان کے مدرسہ میں طلبا و اساتذہ کرام سے خطاب کی سعادت نصیب ہوئی۔

جامعہ مفتوحہ للبنات اعوان ٹاؤن، لاہور: جامعہ قیام پاکستان کے فوراً بعد ۱۹۴۷ء میں معرض وجود میں آیا۔ جس کا آغاز ایک باہمت خاتون آپا امۃ السلام مرحومہ نے کیا۔ جو ان کی نگرانی میں ۸ جون ۱۹۸۴ء تک چلتا رہا، مرحومہ کا انتقال مذکورہ بالا تاریخ کو ہوا۔

جامعہ مفتوحہ جہاں اس وقت دینی تعلیم و تربیت کا عظیم مرکز ہے۔ اس مقام پر آپا امۃ السلام مرحومہ کی شاگردہ خاص، آپا ساجدہ عمر فاروق صاحبہؒ نے جاری کیا۔ قبل ازیں مختلف مقامات پر کرایہ کی عمارت میں چلتا رہا۔ ۱۹۸۶ء میں یہ قطعۂ اراضی خریدا گیا تو مولانا محمد مالک کاندھلویؒ، مولانا حافظ فضل الرحیم، مولانا محب النبی، مولانا سیّد رشید میاں، مولانا سیّد محمود میاں تعارفی تقریب میں شریک ہوئے، اب اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے شاندار عمارت بن چکی ہے۔

پرنسپل صاحبہ کی استدعا پر مولانا عبدالنعیم نے ۳۱ دسمبر کو ظہر کی نماز کے بعد طالبات میں لیکچر کا وعدہ کیا تو مولانا قاری عبدالعزیز کی معیت میں ''عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ میں خواتین کا کردار نیز اسلام کی مجموعی دعوت میں خواتین کا کردار'' کے عنوان پر بنات میں تقریباً ایک گھنٹہ بیان ہوا۔ اللہ پاک خواتین و بنات کے لئے نافع بنائے اور قبول فرمائے۔

جامعہ مفتوحہ کی منتظمہ کا تعلق قطب الارشاد حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ اور حضرت رائے پوریؒ کے جانشین حضرت مولانا عبدالعزیز رائے پوری سرگودھویؒ سے رہا ہے۔ سلطان فونڈری کے جناب محمد افضلؒ، مولانا محمد اکرمؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علماء اسلام کے بزرگوں کے میزبان رہے ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دوسرے امیر خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ نے بھی اپنی علالت کے کچھ ایام سلطان فونڈری لاہور میں گزارے۔ مولانا محمد اکرمؒ تو جمعیت علماء اسلام کے مرکزی عہدیداروں میں رہے ہیں۔ اس لحاظ سے حضرت درخواستیؒ، حضرت مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ سمیت جمعیت اور مجلس کے خورد وکلاں کی میزبانی کا شرف اسی خاندان کو حاصل رہا ہے۔ موجودہ منتظمہ اسی خاندان کی چشم و چراغ ہیں۔ فرمانے لگیں کہ اس وقت جامعہ مفتوحہ میں ڈھائی سو بچیاں دارالاقامہ میں رہتی ہیں۔ ان کی رہائش، غذا و خوراک اور دوسری ضروریات کا انتظام جامعہ کی طرف سے کیا جاتا ہے۔ اللہ پاک ان کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائیں۔

معہد الترمذی ایچ -ای- سن سوسائٹی

لاہور: مولانا عبدالعظیم ترمذی حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذیؒ ساہیوال سرگودھا کے برادرزادہ ہیں۔ معہد الترمذی لاہور میں قدیم و جدید کا ادارہ ہے، جس میں ایف اے تک عصری تعلیم وفاق المدارس کے نصاب میں تداخل کرکے جدید وقدیم کا حسین امتزاج ہے۔ خامسہ تک درس نظامی کی تعلیم بھی ہوتی ہے۔ ان کے ادارہ میں طلبہ واساتذہ کرام سے خطاب کا موقع ملا۔

جامعہ مدنیہ جدید رائے ونڈ: جس کے بانی دارالعلوم دیوبند کے فاضل، حضرت مدنیؒ کے مسترشد حضرت مولانا سیّد حامد میاںؒ تھے۔ اب اس کا نظم حضرت مولانا سیّد محمود میاں مدظلہ چلا رہے ہیں۔ یہیں سے ماہنامہ انوار مدینہ نکلتا ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ اسی ادارہ کے استاذ الحدیث ہیں۔ جن کی وجہ سے سینکڑوں طلبا کا جم غفیر مدرسہ کی رونق اور چہل پہل کا ذریعہ ہے۔ سینکڑوں طلبا سے ''اوصاف نبوت اور مرزا قادیانی'' کے عنوان پر بیان کی سعادت نصیب ہوئی۔ بیان کے بعد شیخ الجامعہ حضرت مولانا سیّد محمود میاں مدظلہ سے ملاقات کی اور ان سے دعائیں لیں۔

جامعہ بناء العلوم رائے ونڈ: جامعہ بناء العلوم کی بنیاد شوال المکرم ۱۴۲۱ھ مطابق جنوری ۲۰۰۰ء میں ایک پانچ مرلے کے مکان میں توکلا علی اللہ رکھی گئی، کچھ عرصہ بعد اللہ پاک نے دو ایکڑ زمین کا وسیع وعریض قطعۂ اراضی عطا فرمایا، جس میں ۴۰×۱۰۰ از زمین پر تین منزلہ عمارت تعمیر ہوئی۔ اس وقت جامعہ میں تین سو طالبات زیر تعلیم ہیں۔ اس میں دو قسم کا نصاب پڑھایا جاتا ہے:

۱:...معہد اللغۃ العربیہ، ۲:...وفاق المدارس العربیہ للبنات کا نصاب۔ ایسے ہی بنین میں ڈیڑھ سو کے قریب طلبا زیر تعلیم ہیں۔ طلبا سے پون گھنٹہ خطاب کی سعادت نصیب ہوئی۔ مذکورہ بالا تمام پروگرام مولانا عبدالنعیم نے ترتیب دیئے۔ تیسرے دن بھائی ذیشان اپنی گاڑی میں ہمارے ساتھ رہے۔

جامع مسجد زکریا مخدوم پور پہوڑاں: مخدوم

پور خانیوال سے بیس کلومیٹر کے فاصلہ پر شمال کی جانب واقع ہے۔ شیر شاہ سوریؒ نے جو سڑک ملتان سے لاہور تک بنوائی تھی وہ مخدوم پور سے ہوکر جاتی تھی۔ مخدوم پور کی جامع مسجد زکریا میں تلمیذ حضرت مدنیؒ، خلیفہ حضرت مولانا سیّد خورشید احمد شاہؒ عبدالحکیم، حضرت مولانا سیّد محمد امین شاہ حسنی جیلانیؒ تقریباً باون سال تک احقاق حق اور ابطال باطل کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔

آپ ۱۹۰۱ء میں مانسہرہ (ہزارہ ڈویژن) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مختلف علاقوں میں حاصل کرنے کے بعد دورۂ حدیث شریف دارالعلوم دیوبند سے کیا، حضرت مدنی سے بخاری شریف کا درس لیا اور حضرت مدنیؒ کے حکم پر مخدوم پور کو مسکن بنایا۔ مجلس احرار اسلام، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، جمعیت علماء اسلام، تحریک خدام اہلسنت پاکستان سمیت تمام دینی جماعتوں سے وابستگی رہی۔ عقیدۂ حیات النبی اور مسئلہ فسق یزید میں پکے کھرے دیوبندی تھے کئی مرتبہ خواب میں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہوا۔

ایک مرتبہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بعض مبلغین سے کسی وجہ سے اختلاف ہوگیا تو آپ نے جماعت ختم نبوت سے علیحدگی کا ارادہ کرلیا اور اس کی اطلاع شاہ جیؒ کو کردی۔ اس پر شاہ جیؒ نے فرمایا: جلدی نہ کریں، استخارہ کرلیں۔ تو فرماتے تھے کہ میں نے استخارہ کیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دفتر ختم نبوت ملتان میں تشریف لائے اور آتے ہی مولانا جالندھریؒ کو فرمایا کہ: لایئے اپنے کھاتے اور رجسٹر، چنانچہ مولانا جالندھریؒ نے روز نامچے وغیرہ پیش کر دیئے، آپ ایک ایک صفحہ دیکھتے جارہے ہیں اور فرمارہے ہیں سبحان اللہ! ماشاء اللہ! جزاک اللہ کہتے جارہے ہیں۔ تا آنکہ سارے رجسٹر اور کھاتے دیکھ کر تحسین فرمائی۔ شاہ جیؒ نے فرمایا: امین شاہ! تیری تسلی کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان سے آنا پڑا۔ آپؒ کے فرزند ارجمند مولانا سیّد محمد معاویہ امجد ہیں، آپ کی مسجد میں ۴؍جنوری کے جمعۃ المبارک کا خطبہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے عنوان پر دیا۔

تخصص فی الافتاء وختم نبوت: چناب نگر میں تقریباً چار سال سے تخصص فی ختم نبوت شروع ہے اور دو سال سے تخصص فی الافتاء رہا، سال رواں میں فیصلہ کیا گیا کہ دونوں تخصص اکٹھے کرلئے جائیں، اس میں افتاء، فتویٰ نویسی، کتب فقہ پر نظر اور قادیانیت سے متعلق معلومات پر مشتمل کلاسیں اکٹھی کردی گئیں۔ گزشتہ کئی سالوں سے راقم الحروف کے ذمہ ''التصریح بما تواتر فی نزول المسیح'' اور ''ھدایۃ المھدیین فی آیۃ خاتم النبیین'' دو کتب ہیں۔ الحمدللہ! ۴؍جنوری سے ۱۰؍جنوری تک تقریباً ایک ہفتہ کے لئے چناب نگر میں حاضری ہوئی۔

اسباق ظہر سے عصر تک ہوتے رہے۔

''التصریح بما تواتر فی نزول المسیح'' میں ایک سو سے زائد احادیث وآثار ذکر کئے گئے ہیں۔ کتاب میں احادیث کا انتخاب امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے کیا۔ ترتیب مفتی اعظم مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے کی، جبکہ تخریج شیخ عبدالفتاح ابو غدہؒ نے کی۔ بیروت سے شائع ہوئی۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے دور میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اس کا عکس شائع کیا، اب مکتبہ دارالعلوم کراچی ایک عرصہ سے شائع کررہا ہے۔

اس کتاب میں پہلی چالیس احادیث صحیح اور حسن ہیں، جو صحاح ستہ سے لی گئیں اور جن کی ائمہ حدیث نے تصریح کی ہے۔ ۳۵ احادیث دوسری کتابوں سے لی گئی ہیں۔

تتمہ واستدراک کے نام سے فضیلۃ الشیخ حضرت شیخ عبدالفتاح ابو غدہؒ نے مزید دس احادیث کو شامل فرمایا اور آخر میں صحابہ کرامؓ کے آثار بھی شامل کئے گئے ہیں۔ اللہ پاک کے فضل و کرم اور عقیدۂ ختم نبوت کی برکت سے ۴؍جنوری سے ۱۰؍جنوری تک ظہر سے عصر تک راقم نے اپنے اساتذہ کرام اور مشائخ عظام کے فرمودہ ارشادات کے مطابق باقاعدہ تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ ''تقبل اللّٰہ منا''

چھنی قریشیاں میں بیان: جامع مسجد غلام محی الدین چھنی قریشیاں کا نظم اس کے ناظم چلا رہے ہیں۔ موصوف ۸؍جنوری ۲۰۱۹ء کو عصر کے وقت ایک جنازہ میں تشریف لائے اور جامعہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا غلام رسول دین پوری مدظلہ سے درخواست کی کہ ہماری مسجد جو چناب نگر کے متصل مضافاتی بستی چھنی قریشیاں میں ہے۔ مولانا شجاع آبادی کا درس ہوجائے تو شیخ الحدیث نے قبول فرمالیا تو ۸؍جنوری ۲۰۱۹ء حضرت مولانا غلام رسول دین پوری، قاری عبیدالرحمٰن کی معیت میں عشاء کی نماز کے بعد ناموس رسالت اور اس کے تحفظ کے قانون پر گفتگو ہوئی۔ درس کے بعد مدرسہ میں واپسی ہوئی اور رات کا آرام و قیام مدرسہ میں رہا۔ الحمدللّٰہ! (جاری ہے)

سہ ماہی اجلاسِ مبلغینِ ختمِ نبوت

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین کا سہ ماہی اجلاس حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری دامت برکاتہم کی صدارت میں ۲۷؍دسمبر ۲۰۱۸ء کو صبح دس بجے دفتر مرکزیہ ملتان میں شروع ہوا۔ تلاوت کلام پاک کی سعادت مولانا وسیم اسلم نے حاصل کی۔ اجلاس کی کئی نشستیں ہوئیں۔ اجلاس کی ابتداً میں مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔ اللہ کریم سب مرحومین کی کامل مغفرت فرمائے اوران کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین نے ملتان کی مساجد میں جمعۃ المبارک کا خطبہ دیا، جس میں عقیدۂ ختم نبوت اور ناموس رسالت پر روشنی ڈالی گئی۔ عوام الناس اور دیگر طبقہ ہائے زندگی کے لوگوں کو عقیدۂ ختم نبوت، حیات عیسیٰ علیہ السلام جیسے اہم عنوانات سے آگاہ کرنے کے لئے مندرجہ ذیل علاقوں میں کورسز طے ہوئے۔ کراچی، حیدر آباد، سکھر، تھرپارکر، لاڑکانہ، کنری، بدین، منڈی بہاء الدین، ننکانہ، شیخوپورہ، چتوکی، خانیوال، فقیروالی، ٹوبہ ٹیک سنگھ، گوجرہ، پشاور، کوہاٹ، ہنگو، لاہور، جڑانوالہ، ٹاندلیانوالہ، حافظ آباد، گوجرانوالہ، وزیرآباد، لیہ ڈیرہ اسماعیل خان، سرائے عالمگیر، بھیرہ، سلانوالی، کوٹ ادو، رجانہ، کوٹلی، بھمبر، راجن پور، پسرور، لالہ موسیٰ، مٹھا ٹوانہ، ہڈالی، رینالہ خورد، اوکاڑہ، قصور، چک جھمرہ، فیصل آباد، چیچہ وطنی، بہاول پور، منڈی یزمان۔

دورِ حاضر میں جدید تقاضوں سے لیس دینی خدمات سرانجام دینے کے لئے مجلس کے شعبہ تبلیغ نے پروجیکٹر کے ذریعہ عوام الناس کو تحفظ ختم نبوت کے مشن سے آگاہی دینے کا سلسلہ بھی شروع کررکھا ہے، اس کو مزید فعال اور موثر بنانے کے لئے مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد حسین ناصر، مولانا تجمل حسین نواب شاہ، مولانا خالد عابد شیخوپورہ، مولانا محمد عارف شامی، مولانا حمزہ لقمان علی پور، مولانا فضل الرحمٰن سرگودھا، مولانا توصیف احمد، مولانا محمد قاسم رحمانی، مولانا عبدالرزاق مجاہد، مولانا مختار احمد، مولانا محمد اویس کوئٹہ، مولانا محمد حنیف سیال، مولانا عبدالرشید سیال، مولانا محمد ساجد نے بھی پروجیکٹر کے اہتمام کا عندیہ پیش کیا۔

ختم نبوت کانفرنسز کا انعقاد: کراچی، حیدر آباد، کندھ کوٹ، بورے والا، ساہیوال، خیر پور ٹامیوالی، صوابی، گوجرانوالہ، دریا خان، سرائے نورنگ، بہاولنگر، گوجرانوالہ، سکھر، حافظ آباد، نوابشاہ، خانیوال، سرویال، سیالکوٹ، سنجرچانگ، ٹنڈوالہ یار، ملک وال، منڈی بہاؤالدین، پھالیہ، ڈیرہ اسماعیل خان، راولپنڈی، حاصل پور، میرپورخاص، خانیوال، بھیرہ، پیر محل، رجانہ، سمندری، ماموں کانجن، ملتان اور شجاع آباد میں کانفرنسز تجویز ہوئیں۔

سندھی زبان میں لٹریچر، تلاشِ حق، تحریک ختم نبوت، عشق مصطفیٰ مولانا قاضی احسان احمد کو چھاپنے کی اجازت دی گئی جو کہ کراچی سے ہی شائع کروائیں گے۔ علاوہ ازیں استاذ العلماء مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر کا رسالہ ’’قادیانی مسلمانوں کو کیا سمجھتے ہیں؟‘‘ دوبارہ شائع کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

قومی تاریخی دستاویز: دوبارہ اشاعت کی اجازت دی گئی۔ (مولانا عزیز الرحمٰن ثانی کو) اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار مرحوم کا بیان جس کے آخر میں سابق وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو اور اہم اراکین اسمبلی کی تقاریر ہیں پر مشتمل کتاب چھاپنے کی اجازت دی گئی۔ مذکورہ بالا بیان کتابی شکل میں پہلے بھی کئی مرتبہ چھپ چکا ہے۔

ملت اسلامیہ کا موقف: مولانا قاضی احسان احمد اور مولانا مفتی محمد راشد مدنی دیکھ لیں اور اگر ترمیم و اضافہ کی ضرورت محسوس کریں تو اجازت دی گئی۔ مناسب اضافہ وترمیم کے بعد اشاعت کی اجازت دی گئی۔

’’تذکرۂ علماء ہند‘‘ نامی کتاب میں مرزا قادیانی کا تذکرہ کی اشاعت پر احتجاج کیا گیا اور اس پر پابندی کا مطالبہ کیا گیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام سہ سالہ ممبر سازی مہم کا آغاز سال رواں ماہ فروری سے کیا جائے گا۔ مبلغین کو مطلوبہ تعداد میں ممبر سازی کی بکیں بھیجنے کا فیصلہ کیا گیا۔ نیز مبلغین کو اپنے اپنے حلقوں کا ناظم انتخاب مقرر کیا گیا اور ممبر سازی کے بعد جماعت سازی کی طرف خصوصی

توجہ دینے کا فیصلہ کیا گیا۔

ختم نبوت کانفرنس ملتان: ۲۱؍مارچ ۲۰۱۹ء کو ملتان میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوگی۔ اس کے لئے اشتہارات، پینافلیکس، دعوت نامے وغیرہ حضرت ناظم اعلیٰ صاحب دامت برکاتہم کے حکم اور مشورہ سے مولانا محمد وسیم، مولانا محمد انس، مولانا محمد بلال تیار کروائیں گے۔

ملتان کانفرنس کی تیاری کے لئے مولانا عبدالحکیم، مولانا محمد ساجد، مولانا حمزہ لقمان، مولانا محمد اقبال، مولانا ساقی، مولانا محمد خبیب اور مولانا عبدالرشید غازی ۱۶؍مارچ ۲۰۱۹ء تک شام کو دفتر مرکزیہ پہنچ جائیں گے جہاں وہ مزید کام کو فعال کرنے میں مددگار ہوں گے۔

آئندہ سہ ماہی اجلاس مبلغین دفتر مرکزیہ ملتان میں ۲۱؍مارچ ۲۰۱۹ء بروز جمعرات منعقد ہوگا، جس کے لئے تمام مبلغین حضرات ۲۰؍مارچ ۲۰۱۹ء شام تک ملتان مرکز ختم نبوت اپنی تشریف آوری کو یقینی بنائیں گے۔ ۲۲؍مارچ ۲۰۱۹ء کا جمعہ ملتان شہر اور گردو نواح کی مساجد میں پڑھائیں گے اور رات کو منعقد ہونے والی ختم نبوت کانفرنس میں عوام وخواص کو شرکت کی بھرپور دعوت دیں گے۔

تلخیص ومطالعہ: احتساب قادیانیت جلد ۳۷ آئندہ سہ ماہی میں تمام مبلغین کے ذمہ احتساب قادیانیت جلد ۳۷ کی تلخیص اور مطالعہ لگایا گیا۔

ختم نبوت کورس: آل پاکستان ختم نبوت کورس جناب نگروفاق المدارس العربیہ پاکستان کے امتحانات کے بعد اگلے دن سے جناب نگر میں ہوگا۔ شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ، مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی، شیخ الحدیث مولانا زاہد الراشدی، مولانا مفتی محمد راشد مدنی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا غلام رسول دین پوری، مولانا محمد قاسم رحمانی، مولانا غلام مرتضیٰ ڈسکہ ختم نبوت، حیات اور رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام، ورود امام مہدی، خروج دجال، مرزا قادیانی کے کذبات، جھوٹی پیشگوئیوں، حجیت حدیث پر لیکچر دیں گے۔ تمام شرکاء کورس مجلس کی طرف سے تحفۂ قادیانیت، رسائل حضرت کاندھلویؒ، اسلام اور قادیانیت کا تقابلی مطالعہ، الخلیفۃ المہدی فی الاحادیث الصحیحہ پیش کی جائیں گی۔ نیز پڑھائی جانے والی کتب دی جائیں گی۔ درجہ رابعہ اور اس سے اوپر کے درجات کے طلبا شرکت فرماسکتے ہیں۔ ☆☆☆

بقیہ:...... ۷؍روزہ تحفظ ختم نبوت کورس مانسہرہ

۱۷؍جنوری ۲۰۱۹ء کو ظہر کی نماز کے بعد جامع مسجد امیر حمزہ پھلوال چوک جبکہ مغرب کی نماز کے بعد گاؤں پھلوال کی جامع مسجد میں مکمل کورس کا انعقاد ہوا جس میں اہل علاقہ نے خصوصی دلچسپی لی۔

۱۸؍جنوری ۲۰۱۹ء کو آخری پروگرام جامع مسجد سیدنا صدیق اکبر گاؤں بحالی ضلع مانسہرہ میں رکھا گیا تھا۔ اس کی تیاری کے لئے مقامی علماء اور علاقہ قلندر آباد کے ختم نبوت کے کارکنان نے باقاعدہ گشت کر کے عوام اور نوجوانوں کو کورس کی ترغیب دلائی۔

بروز جمعرات علاقہ کے علماء اور کارکنان ختم نبوت کے وفد نے عصر، مغرب اور عشاء کی نماز میں گاؤں کریڑ، چڑاچھ اور بحالی کی مختلف مساجد میں کورس کی بھرپور دعوت دی۔ جس کے نتیجے میں علاقہ بھر کے عوام کی معقول حاضری دیکھنے میں آئی۔

جمعہ کا خطبہ جناب مولانا طیب صاحب نے ارشاد فرمایا اور اپنے بیان میں مرزائیت کے تعاقب کے علاوہ حالات حاضرہ اور مرزائیوں کی ریشہ دوانیاں اور مغرب کی سرپرستی کا تذکرہ کر کے دفاع ختم نبوت اور تحفظ ناموس رسالت پر عوام کو ان کی ذمہ داری سے آگاہ کیا۔

نماز جمعہ کے بعد جناب مولانا عادل خورشید صاحب، مولانا حسن حقانی صاحب کی معاونت سے ملٹی میڈیا کے ذریعے مرزا قادیانی کی مکروہ عبارات کو دیکھا کر عقیدہ ختم نبوت کا دفاع اور حیات حضرت عیسیٰ اور قادیانیت سے بائیکاٹ کے موضوعات کی وضاحت کی۔

پروگرام کے اختتام پر مفتی وقار الحق عثمان صاحب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع مانسہرہ کی دعا سے ہفتہ بھر کے کورسوں کا سلسلہ اختتام پذیر ہوا۔ انتہائی سرد موسم کے باوجود جملہ پروگراموں میں عوام الناس بالخصوص نوجوانان علاقہ نے خوب دلچسپی لیتے ہوئے اپنی اصلاح کے انتظام کے ساتھ معلومات کا ذخیرہ حاصل کیا۔ اللہ رب العزت جملہ شرکاء سامعین ومنتظمین کی کوششوں اور حاضری کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ ☆☆☆

و تحفظ ختم نبوت کانفرنس

بین الاقوامی محفل قراۃ

13 ویں سالانہ

ان شاء اللہ

عبد الرزاق اسکندر

مستقیم احمد پراچہ

2 مارچ 2019 بروز ہفتہ بعد نماز مغرب

بمقام دکھنی جامع مسجد پاکستان چوک کراچی

حضرت مولانا شاہ محمد مظہر صاحب

محمد پراچہ

احسان احمد

منظور احمد

احسن راجہ

محمد نعیم

رضوان قاسمی

فضیلۃ الشیخ
القاری المقری
ایمن احمد حسن ابو علام
مصر

فضیلۃ الشیخ
القاری المقری
مومن عین المبارک
انڈونیشیا

فضیلۃ الشیخ
القاری المقری
عبد اللہ متلیلا حسن
تنزانیہ افریقیہ

نعت خواں

محمد اشفاق

انس نوید صاحب

محمد عرفان سعید

دکھنی جامع مسجد درس کمیٹی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

پاکستان چوک کراچی

0332-2510815
0300-2276606